# جوانان شیعہ کو راہِ حق پر گامزن کرنے والے چند سوالات



وہ اہم سوالات متلاشیان حق نوجوانوں کو راہ حق

سے ہم کنار کرنے میں بڑا عظیم کردار ہے!

جمع و اعداد

سلیمان بن صالح الخراشی

ترجمہ وتوضیح

فضل الرحمن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

# فہرست مضامین

# مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اپنے نبی ﷺ کو یہ کہہ رہا ہے:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

"اور بلاشبہ میری سیدھی راہ یہی ہے تم سب اسی پر چلے آ ؤ اور دوسرے راستوں پر نہ پڑ جانا کہ وہ تمھیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ بَنِی إِسْرَائِيْلَ افْتَرَق عَلٰی اِحدی وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْرَقُ أَمَّتِي عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهاَ فِی النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً قِيْلَ وَمَاهِيَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مَاأَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ))

"بے شک بنی اسرائیل اکہتر گروہوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی۔ سبھی دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ ایک کون سا ہوگا؟ تو فرمایا: "جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔"

یہ اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تکوینی میں سے تھا کہ مسلمان مختلف مذاہب اور مسالک میں بٹ جائیں گے ان میں سے بعض، بعض کا دشمن بن کو اس کے خلاف چالیں چلے گا یہ معاملہ اس وقت درپیش ہوگا جب وہ اپنے اختلافات کے وقت ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کو پس پشت ڈال دیں گے بلکہ اللہ کے حکم کی سراسر خلاف ورزی ان

کا شیوۂ زندگی بن جائے گا۔ جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾

(النساء٤ : ٥٩)

''اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔''

امت کی وحدت اور شیرازہ بندی کے خواہاں حضرات پر لازم ہے کہ اس امت کو حق پر جمع کرنے کے لیے محنت اور لگن سے کام کریں اور اسے اسی نہج پر استوار کرنے کا عزم کرلیں جس نہج پر وہ عہد نبوی ﷺ میں بطور عقیدہ، شریعت اور اخلاق آراستہ تھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران : ١٠٣)

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اختلاف وافتراق نہ کرو۔''

لہٰذا اہم ترین کام یہ ہے کہ جو فرقے کتاب وسنت سے بہت دور ہیں ان کے پیروکاروں کے انحرافات کو واضح کیا جائے کیونکہ یہی انحرافات ہدایت کی راہ میں حائل ہیں لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ شیعہ کے فرقہ اثنا عشریہ کے نوجوانوں کی خدمت میں چند سوالات اور ان کے مختصر جوابات پیش کیے جائیں تاکہ ان میں عقل منداور ذی شعور حق کی طرف راجع ہوں، کیونکہ جب وہ ان سوالات پر غور وفکر کریں گے ان کے سامنے کوئی راہ فرار ہوگی اور نہ ہی ان سے چھٹکارا ممکن ہوگا لہٰذا وہ لازماً کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو سینہ سے لگائیں گے جس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

ہمیں وہ جرأت مندانہ اقدام واقعی بڑا پسند آیا ہے جس کو متلاشیان حق شیعی بھائیوں میں سے ایک بھائی نے اختیار کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے راہ حق کی ہدایت سے ہمکنار کیا۔ اور اس

نیگمر اہی سے ہدایت پر گامزن ہونے کی داستان اپنی کتاب میں بیان فرمائی اس کتاب کا نام ہے (ربحت الصحابه...... ولم أخسر آل البيت)

اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب کو استقامت نصیب فرمائے کیونکہ اپنے اس انتخاب میں کامیاب وبامراد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے توفیق الٰہی اس کے شامل حال ہے ایک سچا اور پکا مسلمان بیک وقت آل بیت کی محبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو اپنے دل میں جمع رکھتے ہوئے کوئی تنگی نہیں پاتا ہے۔

درحقیقت اس نے ہمارے سامنے اس عیسائی کی یاد تازہ کردی ہے جس نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک کتاب تصنیف کی تھی اور اس کا بعینہٖ یہی عنوان رکھا تھا [ربحت محمداً ولم أخسر عيسىٰ عليه السلام]۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے سے شیعہ نوجوانوں کو نفع مندی کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لئے خیر کی کنجی بنائے آخر میں میں یہ یاد کروائے دیتا ہوں کہ حق کی طرف رجوع، باطل کی لامتناہی موجوں میں تھپیڑے کھاتے رہنے سے بہتر ہے ان میں ایک ایسا فرد جو کتاب وسنت کا صحیح معنوں میں پیروکار ہو، اس راہ پر گامزن ہو جانے پر وہ شاداں وفرحاں بھی ہو، کتاب وسنت کی ترویج اس کا شعار زندگی ہو وہ اجر وثواب اور اپنے مقام وشرف کے اعتبار سے ان لاکھوں اہل سنت سے بہتر ہے جو لہو ولعب میں مست دنیا کے متوالے ہیں، دین سے بیزار شہوات نفسانی میں سرگرداں، مادیت کی محبت میں غرق ہو کر شکوک وشبہات کی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرما رہے ہیں:

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ﴾

(الروم: ٤٤)

"کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔"

والله أعلم، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

# سوالات کے جھروکوں سے جوابات کی کرنیں

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام معصوم ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی صاحبزادی ام کلثوم علیہا السلام [1] کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں جو کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن ہیں۔ یہ کیسا تضاد ہے؟ شیعہ حضرات اپنے اس اعتراف کی بنیاد پر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔

**سوال ۱** :...... حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر معصوم ہیں کیونکہ انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی کافر سے کی ہے! اور یہ چیز شیعہ مذہب کے عقائد اساسی کے منافی ہے۔ بلکہ اس بات سے یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی امام بھی معصوم نہیں کیونکہ وہ بھی تو انہی کی اولاد میں ہے۔

**سوال ۲** :...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برضا و رغبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا داماد بنایا ہے، لہٰذا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی بین دلیل ہے۔

**سوال ۳**: ...... شیعہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کافر گردانتے ہیں، ہمارے لئے تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ شیعوں کے نزدیک امام معصوم ہیں، نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو بسر وچشم قبول کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے دونوں کی بیعت بھی کی ہے۔

---

[1] اس شادی کا اعتراف شیعوں کے مشائخ میں سے کلینی نے ''الکافی فی الفروع '' میں۔ طوسی نے تهذيب الأحكام باب عدد النساء ۸/۱۴۸ اور ۲/۳۸۰ پر۔ المازندارانی نے ''مناقب آل ابی طالب'' میں ۳/۱۶۲ پر۔ العاملی نے ''مسالك الافهام، كتاب النكاح '' میں۔ مرتضیٰ علم الھدیٰ نے ''الشافی ص ۱۱۶ '' پر۔ ابن أبی الحدید نے ''شرح نهج البلاغة ۳/۱۲۴'' پر۔ لاردبیلی نے ''حديقة الشيعة ص ۲۷۷'' پر اور شوشتری نے ''مجالس المؤمنين''، ص ۸۲،۷۶'' میں۔ اور مجلسی نے ''بحار الأنوار، ص: ۶۲۱ '' اس کا ذکر کیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے ابو معاذ الأسماعيلی کے زواج عمر بن الخطاب من أم كلثوم بنت علی بن أبی طالب۔ حقيقةً لا افتراءً، نا رسالہ کا مطالعہ کریں۔

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر معصوم تھے کیونکہ انہوں نے (بقول شیعہ) ظالم دھوکے باز اور کافروں کی بیعت کی اور ان دونوں کے منصب خلافت کا بذات خود اقرار بھی کیا؟ یہ چیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عصمت کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور ظالم کو ظلم کے لئے شہ دینے والی بھی ہے جب کہ ایسی حرکت کسی صورت میں بھی معصوم سے سرزد نہیں ہوسکتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ موقف مبنی برصواب ہے کیونکہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں مؤمن صادق ہیں، دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور دونوں ہی عدل وانصاف کا پیکر ہیں مذکورہ جواب سے پتہ چلا کہ شیعہ حضرات، حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تکفیر اور ان پر لعن وطعن اور گالی گلوچ کرنے میں اور ان دونوں کی خلافت سے عدم رضامندی کے اظہار میں اپنے امام کے مخالف ہیں۔ یہاں ہم مذکورہ قضیہ میں حیرت واستعجاب کا شکار ہوجاتے ہیں کیا ہم ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی راہ اختیار کریں یا ان گنہگار و بدکردار شیعوں کا طریقہ اپنائیں؟

**سوال ٤:** ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کئی عورتوں سے شادی کی ہے اور ان سے کئی بیٹے اور بیٹیاں بھی پیدا ہوئے جن میں سے درج ذیل اسماء قابل ذکر ہیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ عباس بن علی بن ابی طالب | ۲۔ عبداللہ بن علی بن ابی طالب |
| ۳۔ جعفر بن علی بن ابی طالب | ۴۔ عثمان بن علی بن ابی طالب |

ان لوگوں کی والدہ کا نام اُم البنین بنت حزام بن دارم ہے۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل بیٹوں کا ذکر بھی کتب تاریخ میں ہے:

| | |
|---|---|
| ۵۔ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب | ٦۔ ابوبکر بن علی بن اَبی طالب |

ان دونوں کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مسعود الدارمیۃ تھا۔ [2]

---

[1] كشف الغمة فى معرفة الائمه) لعلى الاربلى : ٦٦/٢.

[2] نفس المصدر (٦٦/٢)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے ناموں میں سے یہ بھی ہیں:

۷۔ یحییٰ بن علی بن ابی طالب　　۸۔ محمد اصغر بن علی بن ابی طالب

۹۔ عون بن علی بن ابی طالب

یہ تینوں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا [1] کے صاحبزادے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مندرجہ ذیل نام بھی ہیں:

۱۰۔ رقیہ بنت علی بن ابی طالب۔

۱۱۔ عمر بن علی بن ابی طالب، جو ۳۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

ان دونوں کی والدہ کا نام ام حبیب بنت ربیعہ تھا۔ [2]

۱۲۔ ام الحسن بنت علی بن ابی طالب

۱۳۔ رملہ الکبریٰ

ان دونوں کی والدہ کا نام ام مسعود بنت عروہ بن مسعود الثقفی تھا۔ [3]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی باپ اپنے جگر گوشہ کا نام اپنے دشمن کے نام پر رکھ سکتا ہے؟ ہمیں تعجب ہے کہ ایسا باپ جو غیرت وحمیت کا پیکر تھا۔ اپنے بیٹوں کو کیونکر ان مذکورہ ناموں سے موسوم کر سکتا ہے؟ ہم شیعہ حضرات سے پوچھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو ان لوگوں کے ناموں سے کس طرح موسوم کر سکتے ہیں؟ جن کو تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن گردانتے ہو؟

کیا یہ بات باور کی جا سکتی ہے کہ ایک عقل مند انسان اپنے احباء واقرباء کے نام اپنے دشمنوں کے ناموں پر رکھ سکتا ہے تا کہ ان کا نام زندۂ جاوید رہے؟

یہ بات بھی معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قریش خاندان کے سب سے پہلے فرد ہیں جنہوں نے اپنے بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان رکھے ہیں؟ اگر انہیں ان ناموں سے بغض ہوتا تو وہ

---

[1] نفس المصدر۔

[2] كشف الغمة في معرفة الائمة ، لعلى الاربلى : ٢/٦٦.

[3] نفس المصدر۔

اپنے بیٹوں کو ان ناموں سے کیوں موسوم کرتے؟

نہج البلاغہ جو شیعوں کے نزدیک معتبر کتاب تسلیم کی جاتی ہے، کا مؤلف بیان کرتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے استعفیٰ دے دیا اور استعفیٰ دیتے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ میری جان چھوڑو! اور میرے علاوہ کسی اور کو اس منصب کے لئے تلاش کرو۔ [1]

یہ فرمان مذہب شیعہ کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جس کے شیعہ حضرات قائل ہیں، یہ بات کیسے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت سے استعفیٰ دیکر دست بردار ہو؟ جبکہ ان کو امام وقت کے منصب پر فائز کرنا اور خلیفۂ وقت کا عہدہ دینا۔ بقول شیعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض عین لازمی حکم ہے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کا مطالبہ بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ تمھارا شیعہ حضرات کا خیال ہے۔

**سوال ۵**:......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بے عزتی اور بے حرمتی کی گئی حتیٰ کہ زدوکوب کے دوران میں ان کی پسلی توڑ دی گئی ان کے گھر کو جلانے کی کوشش کی گئی اور ان کے جنین کو ساقط کر دیا گیا جس کا انہوں نے محسن نام بتایا ہے،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ اس طرح کا حادثہ پیش آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں بیٹھے رہے۔ انہوں نے اپنی بیوی کی بے حرمتی کا بدلہ تک نہیں لیا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال آپ تھے۔ کمال حیرت ہے کہ اتنا سانحہ ہو جانے کے باوجود ان کی غیرت وحمیت کو جوش تک نہیں آیا؟

تاریخ شاہد ہے کہ کتنے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اہل بیت نبی علیہم السلام سے رشتہ مصاہرت جوڑا۔ اس خاندان عالی شان میں شادی بیاہ کیے اور اپنی بیٹیوں کو بھی اس خاندان میں دیا۔ خصوصاً شیخین نے اس خاندان میں شادی بیاہ کر کے آل بیت علیہم السلام سے اپنے تعلقات کو مستحکم رکھا۔ ان

---

[1] ملاحظہ ہو: (نهج البلاغة ص ١٣٦) اور (ص ٣٦٦۔٣٦٧) اور (ص ٣٢٢)۔

حقائق کو مورخین واہل سیر نے باتفاق بیان کیا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا رشتہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیا۔ دنیا آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے لقب سے پکارتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ام قاسم بنت، الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی بیٹی مروان بن ابان بن عثمان کی زوجیت میں تھیں۔ زید بن عمرو بن عثمان کے عقد میں سکینہ بنت حسین تھیں۔

ہم صحابہ کرام میں سے صرف خلفائے ثلاثہ کے ذکر پر اکتفا کریں گے ورنہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کا اہل بیت علیہم السلام سے سسرالی تعلق تھا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کا آپس میں رشتہ وناطہ تھا۔ [1]

شیعہ حضرات کے معتمد علیہ مصادر ومراجع میں منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام، جو آپ کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود کے بطن سے تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی ہاشم میں وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے اپنے بیٹے کو اس نام سے موسوم کیا ہے۔ [2] حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے تھے:

۱۔ ابوبکر ۲۔ عبدالرحمٰن ۳۔ طلحہ ۴۔ عبیداللہ۔ [3]

علاوہ ازیں حسن بن حسن بن علی [4] نے اپنے بیٹوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے موسوم کیا تھا موسیٰ کاظم نے اپنی صاحبزادی کا نام عائشہ رکھا تھا۔ اہل بیت رسول ﷺ میں کچھ

---

[1] جو شخص اہل بیت رسول ﷺ سے دامادی ورشتوں کے سلسلہ میں تفصیل چاہتا ہو اس کو کتاب "الدر المنثور من تراث اهل البيت" کا مطالعہ کرنا چاہیے اس میں ہمارے بیان کردہ مواد کے علاوہ بھی کافی وشافی بیان موجود ہے۔

[2] مقاتل الطالبين۔ لابی الفرج الاصبهانی الشیعی ص: ۹۱ اور تاریخ الیعقوبی الشیعی ص: ۲/۲۱۳.

[3] التنبيه والاشراف للمسعودی الشیعی، ص: ۲۶۳.

[4] مقاتل الطالبيين لابی الفرج الا صبهانی الشیعی، ص ۱۸۸ طبعة دارالمعرفة

لوگوں نے ازراہ محبت اپنی کنیت ابوبکر رکھ رکھی تھی اگرچہ ان کا نام کچھ اور تھا مثال کے طور پر حضرت زین العابدین بن علی ❶ اور علی بن موسیٰ الرضا ❷ نے اپنی اپنی کنیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔

اب ہم ان لوگوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں جنہوں نے اپنے بیٹوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے موسوم کر کے پکارا تھا۔ ان میں بھی سرفہرست حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر الاکبر رکھا تھا جو حضرت ام حبیب بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے بالطف کے مقام پر اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کی شہادت کا حادثہ پیش آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام عمر الاصغر رکھا تھا۔ ان کی والدہ کا نام الصہباء التغلبیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل زندگی سے نوازا تھا اور انہوں نے اچھی خاصی زندگی پائی اور اپنے بھائیوں کی شہادت کے بعد ان کے صحیح وارث اور جانشین کہلائے۔ ❸

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بیٹوں میں سے ایک کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے موسوم کر رکھا تھا۔ ❹

حضرت علی بن الحسین بن علی ❺ ، علی زین العابدین موسیٰ کاظم، حسین بن زید بن علی، اسحاق بن الحسن بن علی بن الحسین، حسن بن علی بن الحسن بن الحسین بن الحسن نے اپنے آباؤ اجداد کی سنت کو زندہ رکھا اور اپنے بیٹوں کو خلیفہ ثانی کے اسم گرامی سے موسوم کر کے ان سے اپنے تعلق کا ثبوت

---

❶ كشف الغمة لاربلى ٣/٢٦۔ ٥ نفس المصدر (٣١٧/٢)۔

❷ مقاتل الطالبين لابى الفرج الاصبهانى الشيعى ص ٥٦١۔ ٥٦٢ طبعة دارالمعرفة۔

❸ ملاحظہ ہو: الارشاد للمفيد ص ٣٥٤۔ معجم رجال الحديث للخوئى ٥١/١٣ ومقاتل الطالبين لابى الفرج الاصبهانى ص ٨٤ طبعة بيروت وعمدة الطالب: ص ٣٦١ طبعة النجف وجلاء العيون ص ٥٧٠۔

❹ ملاحظہ ہو: الارشاد للمفيد ص ١٩٤، منتهى الآمال ج ١ ص ٢٤٠ عمدة الطالب ص ٨١ جلاء العيون للمجلسى ص ٥٨٢ معجم رجال الحديث للخوئى ج١٣ ص ٢٩ كشف الغمة ٢٩٤/٢۔

❺ الارشاد للمفيد ١٥٥/٢، وكشف الغمة ٢٠١/٢۔

پیش کیا۔

ان کے علاوہ اسلاف کی ایک طویل فہرست ہے لیکن اندیشہ طوالت کے باعث ہم صرف اہل بیت میں سے انہی متقدمین کے ذکر پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔ [1]

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے اپنی بیٹیوں کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھ کر آل بیت سے محبت کا ثبوت دیا ہے ان میں حضرت موسیٰ کاظم [2] اور علی بن الھادی کا نام نامی سر فہرست ہے۔ [3]

یہاں پر ہم صرف ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

**سوال ٦:** ......کلینی نے کتاب الکافی میں ذکر کیا ہے کہ ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ وہ کب مریں گے اور جب مریں گے اپنے اختیار سے ہی مریں گے [4] مجلسی اپنی کتاب "بحار الانوار" میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ کوئی ایک امام ایسا نہیں ہے جو فوت ہوا ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک مقتول ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ [5]

یہاں ہم شیعہ برادری سے پوچھنا چاہیں گے کہ اگر آپ کے امام علم غیب جانتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا پتہ تھا کہ انہیں کھانے کے لئے دستر خوان پر کیا پیش کیا جا رہا ہے لہٰذا اگر کھانے پینے کی چیز تھی تو یہ بات بھی ان کے سابقہ علم میں تھی کہ یہ کھانا زہریلا ہے جس سے بچنا چاہیے۔ علم کے باوجود ان کا اس کو کھانا اور اس کو کھانے سے پرہیز نہ کرنا تو خودکشی ہے کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر زہریلا کھانے سے اپنے آپ کو لقمہ اجل بنایا ہے گویا وہ خودکشی

---

[1] مزید تفصیل کے لئے مقاتل الطالبین، الدرالمنثور، ص ٦٥۔ ص ٦٩ تالیف علاء الدین المدرس ملاحظہ فرمائیں۔

[2] الارشاد ص ٣٠٢۔ الفصول المهمة، ٢٤٢۔ کشف الغمة، ٢٦/٣۔

[3] الارشاد المفيد، ٣١٢/٢۔

[4] اصول الکافی للکلینی، ٢٥٨/١، اور کتاب: الفصول المهمة، للحر العاملی، ص ١٥٥۔

[5] بحار الانوار: ٣٦٤/٤٣۔

کرنے والے ہوئے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے متنبہ فرمادیا ہے کہ خودکشی کرنے والا آگ کا ایندھن ہے۔کیا شیعہ حضرات اپنے آئمہ کے اس انجام سے راضی ہیں؟

**سوال ۷** :......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے ایسے موقع پر دستبرداری اور مصالحت کا اعلان کیا تھا،جس وقت ان کے پاس جان نثار بھی موجود تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ جاری رکھنا بھی ممکن تھا۔اس کے برخلاف آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف اپنے چند اقارب کے ساتھ جنگ کو ترجیح دی۔جبکہ باعتبار وقت،آپ رضی اللہ عنہ کے لیے نرمی اور مصلحت اندیشی کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب تھا۔

مذکورہ صورت حال اس نتیجے سے خالی نہیں کہ دونوں بھائیوں میں سے ایک حق پر تھے اور دوسرے غلطی پر،یعنی اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا لڑنے کی صلاحیت کے باوجود اپنے حق سے دستبرداری اختیار کرنا برحق ہے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مصالحت کا امکان ہوتے ہوئے اور طاقت وقوت سے تہی دامن ہونے کی وجہ سے خروج کرنا باطل ہوگا اور اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کمزوری اور ناتوانی کے باوجود خروج کرنا برحق تھا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قوت کے باوجود مصالحت اختیار کرنا اور اپنے حق خلافت سے دستبردار ہونا باطل ہوگا۔

اس سوال کا شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ اگر وہ یہ کہیں کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما دونوں ہی حق پر تھے تو انھوں نے اجتماع ضدین کا ارتکاب کیا۔

اور اگر وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فعل کے بطلان کی بات کرتے ہیں تو ان کے قول سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی امامت کا بطلان لازم آتا ہے اور ان کی امامت کے باطل ہونے سے ان کے والد علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور عصمت خود بخود باطل ہوجاتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں وصیت کی تھی اور شیعہ کے مطابق امام معصوم اپنے جیسے معصوم شخص کے لئے ہی وصیت کرسکتا ہے ہے۔

اور اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فعل کے بطلان کی بات کرتے ہیں تب بھی ان کے لئے

مفر نہیں ہے کیونکہ ان کے اس قول سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امامت وعصمت پر زد پڑتی ہے اور ان کی امامت اور عصمت کے باطل قرار پانے سے ان کے تمام بیٹوں اور کی ساری اولاد کی امامت اور عصمت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دم سے ہی ان کی ذریت کی امامت وعصمت قائم ہے جب اصل کا بطلان ہو گیا تو فرع خود بخود باطل ہو گئی۔

**سوال۸** :......شیعہ کے مشہور عالم کلینی نے اپنی کتاب الکافی [1] میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم سے ہمارے کئی ساتھیوں نے حضرت ابوبصیرؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں ایک مرتبہ ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان سے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں، دراصل میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہیں کوئی ہماری سرگوشی سن تو نہیں رہا ہے؟ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے پردہ گرادیا، پھر ابوبصیر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: کہ اے ابومحمد! اب تمہارے جی میں جو آئے پوچھو۔ میں نے کہا میں قربان جاؤں آپ پر...... اس کے بعد آپ علیہ السلام نے تھوڑی دیر کے لئے سکوت اختیار کیا پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور ان کو کیا پتہ کہ مصحف فاطمہ علیہا السلام کیا ہے؟ ابوبصیر نے کہا میں نے استفسار کیا! مصحفِ فاطمہ علیہ السلام کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ مصحف ہے جس میں تمہارے اس قرآن کے تین گنا زیادہ مواد موجود ہے اور تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی موجود نہیں ہے بصیر نے کہا میں نے کہا یہی تو علم ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصحف فاطمہ کی خبر تھی؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خبر نہیں تھی تو آل بیت کو اس کی خبر کیسے پہنچی؟ حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول تھے؟ بالفرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر تھی تو آپ نے اس کو اپنی امت سے کیوں مخفی رکھا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا

---

[1] ملاحظہ ہو: اصول الکافی) للکلینی ۱/۲۳۹۔

بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدہ:٦٧٥)

''اے رسول! جو کچھ بھی آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ اسے امت تک پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔''

**سوال۹** :.......کلینی کی کتاب الکافی کے جزءاول میں ان ناموں کی ایک فہرست ہے جن کے واسطہ سے شیعہ حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور اہل بیت کے اقوال نقل کیے ہیں ان میں مندرجہ ذیل نام بھی ہیں۔

(۱)مفضل بن عمر(۲) احمد بن عمر الحلبی (۳) عمر بن ابان (۴) عمر بن اذینہ(۵) عمر بن عبدالعزیز(۶) ابراہیم بن عمر(۷) عمر بن خظلۃ (۸) موسیٰ بن عمر(۹) عباس بن عمر......وغیرہ

ان تمام ناموں میں عمر ہے۔ خواہ وہ راوی کا نام ہے خواہ راوی کے باپ کا، بہرحال عمر ہر نام میں موجود ہے۔

آخر ان تمام لوگوں کا نام عمر کیوں رکھا گیا ہے؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت اور لگاؤ تھا۔

**سوال۱۰** :.......اللہ تعالیٰ اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَo الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَo اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَo﴾ (البقرۃ : ۲/ ۱۵۵۔۱۵۷)

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے جنہیں جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو اس وقت وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ﴾

(البقرہ: ۲/۱۷۷)

''اور تنگ دستی تکلیف و جنگ کے وقت صبر سے کام لینے والے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے نفس! اگر تجھے جزع وفزع اور نوحہ و ماتم سے نہ منع کیا گیا ہوتا اور آپؐ نے صبر کی تلقین نہ کی ہوتی تو میں رو رو کر آنکھوں کا پانی خشک کر لیتا۔'' ❶

یہ روایت بھی مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے ''جس نے مصیبت کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مارا تو اس کا عمل ضائع اور برباد ہوئے گا۔ ❷

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حادثہ کربلا میں اپنی بہن زینب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا میری پیاری بہن! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو تم مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے کو نہ چھیدنا اور میری شہادت پر ہلاکت وتباہی کی دہائی نہ دینا۔

ابو جعفر القمی نے نقل کیا ہے امیر المؤمنین علیہ السلام کو جب اپنے ساتھیوں کے متعلق معلوم ہوا فرمایا: تم کالا لباس زیب تن مت کیا کرو کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔'' ❸

تفسیر صافی میں اس آیت ﴿وَلَا یَعۡصِیۡنَكَ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/۱۲) تفسیر کے ضمن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ بطور سوگ کالا لباس نہیں پہنیں گی اور نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہلاکت و بربادی کی

---

❶ نہج البلاغہ، ص: ۵۷۶ اور ملاحظہ ہو مستدرك الوسائل، ۲/۴۴۵۔

❷ الخصال للصدوق، ص ۶۱۲) اور (وسائل الشیعة ۳/۲۷۰)۔

❸ من لا یحضرہ الفقیه: تالیف! ابو جعفر محمد بن بابویه القمی ۱/۲۳۲ اور اسی کو الحر العاملی نے بھی اپنی کتاب وسائل الشیعه، (۲/۹۱۶ میں روایت کیا ہے۔

پکار لگائیں گی۔

کلینی کی کتاب فروع الکافی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو نہ تو اپنے چہرے کو نوچنا اور نہ ہی مجھ پر بال لٹکا لٹکا کر غم کا اظہار کرنا اور نہ ہی ہلاکت و بربادی کی دہائی دینا اور نہ میرے لیے کسی نوحہ کناں کو مقرر کرنا۔ ❶

شیعہ کے علماء المجلسی، النوری اور البروجردی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نوحہ و ماتم اور گانے بجانے کی آوازیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔" ❷

ان تمام روایات اور حقائق کی نقاب کشائی کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کیوں حق کی مخالفت پر آمادہ ہیں؟ اب آپ ہی بتلائیں کہ ہم کس کی تصدیق کریں اللہ کی، رسول ﷺ کی اور اہل بیت کی یا شیعہ کے ذاکرین کی؟!

**سوال ۱۱** :......اگر زنجیر زنی، نوحہ خوانی اور سینہ کوبی میں عظیم اجر و ثواب ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے ❸ تو شیعوں کے مذہبی رہنما اور ان کے ملا و ذاکر زنجیر زنی کیوں نہیں کرتے ہیں؟

**سوال ۱۲** :......شیعوں کے دعویٰ کے مطابق غدیر خم کے دن ہزاروں صحابہ کرام وہاں موجود تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی وصیت براہ راست سنی تھی تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان ہزاروں صحابہ کرام میں سے ایک صحابی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری کے لئے کیوں نہیں کھڑا ہوا؟ حتی کہ حضرت عمار بن یاسر حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم بھی خلیفہ وقت ابوبکر کی خدمت میں استغاثہ لے کر کیوں نہیں آئے کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق کیوں غصب کیا؟ جبکہ آپ کو پتہ ہے کہ نبی کریم ﷺ

---

❶ ملاحظہ ہو: فروع الکافی، ۵/۵۲۷۔

❷ مجلسی نے اسے بحار الانوار، ۸۲/۱۰۳ میں ذکر کیا ہے اور مستدرك الوسائل ۱/۱۴۳-۱۴۴ اور جامع احادیث الشیعہ، ۳/۴۸۸ میں اور من لا یحضرہ الفقیہ، میں ۲/۲۷۱ میں بھی اس کی روایت کی ہے۔

❸ دیکھیے ارشاد السائل ,ص ۱۸۴ اور تبریزی کی صراط النجاۃ ۱/۴۳۲.

نے غدیر خم کے دن کیا وصیت فرمائی تھی یا کیا تحریر لکھوائی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بڑے بے باک صحابی تھے جنہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ تھا اور نہ ہی وہ کسی سے دب کر بات کرنے کے عادی تھے اور انہیں تھا کہ حق بات پر سکوت اختیار کرنے والا گونگا شیطان کہلاتا ہے۔

**سوال ۱۳** :...... عالم شیعہ کی مذہبی کتاب الکافی کی اکثر و بیشتر روایات ضعیف ہیں؟ اس کے باوجود یہ لوگ کس بنیاد پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر ایک کتاب میں مدون ہے، جس کی اکثر و بیشتر روایات ان کے اعتراف کے مطابق ضعیف اور مردود ہیں، کیا یہ دروغ گوئی اور بہتان تراشی نہیں ہے؟

**سوال ۱٤** :...... عبودیت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے خاص ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ﴾ (الزمر: ۳۹) بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کرو۔ شیعہ حضرات اپنی برادری کے لوگوں کو عبدالحسین، عبد علی، عبدالزاھراء اور عبدالامام وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں؟ لیکن ائمہ نے بچوں کے نام عبد علی اور عبدالزھراء وغیرہ نہیں رکھتے تھے۔

**سوال ۱۵** :...... اگر علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم تھا کہ وہ نص قطعی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ متعین ہیں تو انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہاتھوں بیعت خلافت کیوں کی؟

اگر تم یہ کہو کہ وہ مجبور تھے تو عاجز اور مجبور شخص خلافت کے لئے کیونکر موزوں ہوسکتا ہے؟ کیونکہ خلافت اسی کے لائق ہے جو خلافت کے بوجھ اور ذمہ داریوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھا سکتا ہے۔ اور اگر تم یہ کہو کہ وہ خلافت کے بوجھ اٹھانے کی استطاعت رکھتے تھے لیکن انہوں جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تو یہ قول خیانت ہے اور خائن کو امامت کے منصب پر فائز نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی رعایا کے بارے میں اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

جب کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ان تمام عیوب سے منزہ اور مبرا ہے۔ تمہارا جواب کیا ہے؟

**سوال ۱۶** :......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پیش رو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ہی کا راستہ اختیار کیا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ منبر خلافت سے برابر یہی کلمات دہراتے ''خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوبَکْرٍ وَّعُمَرُ ''اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں'' لطف کی بات یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حج تمتع نہیں فرمایا، اور فدک کا مال بھی نہیں حاصل کیا ایام حج میں لوگوں پر متعہ واجب نہیں کیا اور نہ ہی اذان میں (حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ) کے کلمہ کو رواج دیا اور نہ اذان سے (اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) کا جملہ حذف کیا۔

اگر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کافر ہوتے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت زبردستی غصب کی ہوتی تھی تو اس چیز کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھول کر بیان کیوں نہیں کیا جبکہ حکومت کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں تھی۔ بلکہ ہم کو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے کہ انہوں نے حضرات شیخین کی تعریف کی ہے اور دل کھول کر ان کی مدح سرائی کی ہے۔

تم کو اسی قدر پر اکتفا کرنا چاہیئے جس پر امیر المؤمنین نے اکتفا کیا یا تم پر یہ بات لازم آتی ہے کہ تم یہ کہو امیر المؤمنین علی نے امت اسلامیہ کے ساتھ خیانت سے کام لیتے ہوئے ان کے سامنے حقیقت بیانی سے کام نہیں لیا ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے پاک اور مبرا ہیں

**سوال ۱۷** :......شیعوں کا خیال ہے کہ خلفائے راشدین کافر تھے ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ ان نے اسلامی فتوحات کا دروازہ کھول کر اسلام اور مسلمانوں کو عزت و سربلندی عطاء فرمائی تھی اور مسلمانوں کو تاریخ میں ایسا دور مشاہدہ کرنے کو نہیں ملا۔

کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس دوٹوک فیصلہ کے موافق ہے جس کی رو سے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کو ذلیل ورسوا کیا ہے؟

اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ امام معصوم کی خلافت میں جن کی ولایت کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے رحمت بنایا ہے امت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور خانہ جنگی کی آگ بھڑک

اٹھی یہاں تک اعدائے اسلام، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کمر بستہ ہو گئے۔ کیا امام معصوم کے دور کو اس طرح کی صورتحال کے تناظر میں رحمت سے تعبیر کیا جائے گا؟ آخر یہ کون سی رحمت ہے جس کا امام معصوم کی خلافت کے دوران وجود پذیر ہونے کا شیعہ حضرات دعویٰ کر رہے ہیں؟ کیا اس قسم کی کوئی باعث رحمت صورت حال ائمہ معصوم کے دور میں پیش آئی، اگر نہیں اور بالکل نہیں تو پھر یہ شیعہ حضرات کس رحمت کے متقاضی ہیں؟

**سوال ۱۸** :......شیعہ کا دعویٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر تھے، لیکن تاریخ گواہ ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا، حالانکہ حسین امام معصوم ہیں لہٰذا پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک کافر کے لئے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا ہےحالانکہ چیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عصمت کے خلاف ہے یا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہیں ان دونوں صورتوں میں ایک صورت کو بہرحال تسلیم کرنا ہے۔

**سوال ۱۹** :......کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تربت حسینی پر سجدہ کیا ہے؟ جس پر شیعہ حضرات سجدہ کرتے ہیں؟

اگر شیعہ حضرات ہاں میں جواب دیتے ہیں تو ہمارا دوٹوک جواب یہ ہے کہ خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے۔

اور اگر وہ نفی میں جواب دیتے تو ہم ان سے یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔

ہم یہاں اس بات کی طرف بھی شارہ کر دیں کہ شیعہ کی روایات بتاتی ہیں کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کربلا کی مٹی لائے تھے۔

**سوال ۲۰** :......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور وہ پہلی کیفیت آ گئے تھے۔

ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ کیا اصحاب رسول نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل شیعہ اثنا عشریہ تھے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اہل سنت والجماعت ہو گئے تھے۔

یا لوگ نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل اہل سنت والجماعت تھے اور بعد از فات شیعہ اثنا عشریہ ہو گئے؟

کیونکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کو ہی انقلاب، تغیر اور تبدل کہا جاتا ہے......؟!!

**سوال ۲۱** :...... یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہیں ان کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، شیعوں کے نزدیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ افراد میں سے ایک ہیں جن کو اہل کساء ہونے کا شرف حاصل ہے [1] ائمہ معصومین میں بھی ان کا شمار ہوتا ہے مذکورہ اعزازات میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہم مرتبہ ہوئے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت کیوں ختم ہو گئی جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت کا سلسلہ جاری ہے۔ حالانکہ دونوں کی ماں ایک ہے۔ دونوں کا باپ ایک ہے اور دونوں نواسہ رسول ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایک اعتبار سے فوقیت بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے

---

[1] حدیث کساء کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جسم پر کالی کملی کالے اون سے بنی ہوئی تھی آپ ﷺ کے باہر آتے ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی کملی میں داخل فرمالیا، اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی کملی میں داخل فرمالیا اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی کملی میں داخل فرمالیا، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی کملی میں داخل فرمالیا پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳) ''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے گھر والو تم سے وہ ہر قسم کی لغوبات کو دور کر دے اور تمھیں خوب صاف کر دے۔'' "اخرجه مسلم فی فضائل الصحابة)۔

ہیں اور امامت کے ان سے پہلے مستحق ہیں کیونکہ بڑے بیٹے کو فوقیت اور اولیت حاصل ہوتی ہے۔

کیا شیعہ حضرات کے پاس کوئی معقول اور تشفی بخش جواب ہے؟

**سوال ۲۲** :......سوال یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے ایام میں کسی ایک بھی ایک نماز میں عامۃ المسلمین کی امامت کا فریضہ انجام کیوں نہیں دیا؟ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں؟! ایک باطل اعتقاد ہے کیونکہ لوگوں کی نماز میں امامت کرنا امامت صغریٰ کہلاتی ہے جو پیش خیمہ ہوتی ہے امامت کبریٰ، یعنی منصب خلافت کا۔

**سوال ۲۳** :......شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے بارہویں امام کی غار میں روپوشی کا سبب ظالموں کے ظلم سے خوف و دہشت ہے تو یہ بتایا جائے یہ روپوشی ابھی تک کیوں قائم ہے حالانکہ وہ خطرہ، جس کے تحت آپ کے امام روپوش ہوئے تھے، تاریخ کے مختلف ادوار میں بعض شیعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے ٹل چکا ہے مثال کے طور پر عبیدیوں، بویہیوں اور صفویوں کی حکومتیں آئیں اور اب دور حاضر میں ایرانیوں کی شیعی حکومت قائم ہے۔

آپ کے بارہویں امام نکل کر منظر عام پر جلوہ افروز کیوں نہیں ہوتے؟ اس وقت شیعہ حضرات اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی حکومت کی چھتری تلے ان کی بھرپور نصرت وحمایت کر سکتے ہیں کیونکہ اس وقت شیعہ حضرات کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور صبح وشام امام غائب پر اپنی روحوں کو قربان کرتے رہتے ہیں۔

**سوال ۲٤** :...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت کے موقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی مصاحبت کے لئے پسند فرمایا اور انہیں زندہ رہنے کے لیے باقی رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر موت اور ہلاکت کے سامنے پیش کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ امام وقت، وصی زمانہ اور خلیفہ متعین ہوتے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس پر خطر موقع اپنے بستر پر چھوڑ کر مدینہ ہجرت فرماتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کو محفوظ و مامون اپنے ساتھ ہجرت کے لئے منتخب فرماتے؟ اور اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے تو آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ خطرہ مول نہ لیتے کیونکہ یہ ایک پرخطر موقف تھا اگر خدانخواستہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خطرے کی نذر ہو جاتے تو چونکہ وہ بقول شیعہ امام اور وصی اور اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ اللہ فی الارض ہیں تو ان کے بدلہ کون امامت کا حقدار قرار پاتا؟ اور اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس خطرے کی نذر ہو جاتے تو امامت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ان کی موت کے بعد سلسلہ امامت منقطع نہیں ہوتا نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنی مصاحبت کے لئے اختیار فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ حضرات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام حقیقی اور وصی اور اللہ کا مقرر کردہ خلیفہ کہنا سراسر بے بنیاد ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ (ان دونوں میں اولیت کس کو حاصل ہے اس شخص کو جس کو زندہ رکھنا مقصود ہے کہ اُسے ایک کانٹا تک نہ چبھنے پائے یا اس کو جسے فراش موت پر خطروں اور موت کے لئے چھوڑ دیا جائے؟

اگر پھر بھی تم اس بات پر مصر ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم غیب جانتے تھے تو بستر پر رات گزارنے میں آپ کی کون سی افضلیت ہے؟

**سوال ۲۵** :......تقیہ صرف اور صرف خوف و ہراس کے سبب کیا جاتا ہے۔ اور آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ خوف کی دو قسمیں ہیں:

اولاً:......اپنی جان کا خوف جس سے مراد یہ ہے ایسا نازک مسئلہ درپیش ہو کہ اس میں جان جانے کا خطرہ ہو۔

اس قسم کا خوف ائمہ کرام کے حق میں دو وجوہات کی بنیاد پر مردود تھا۔

پہلی وجہ تو ہے کہ ائمہ اثنا عشریہ کی موت تمھارے دعوے کے مطابق ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بزعم شیعہ، ائمہ کرام، کو جو ہونے والا ہے اور جو ہو چکا ہے، اس کا علم

ہوتا ہے وہ اپنی موت سے باخبر ہوتے ہیں بالخصوص انھیں اپنی موت کی کیفیات اور اوقات بھی علم ہوتا ہے۔

جب ان کو اپنی موت کا علم ہے اور یہ بھی پتہ ہے کہ ان کو کب اور کس کیفیت میں موت آئے گی موت سے قبل ڈرنے اور خوف کھانے کیہ رگز کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے دین میں منافقانہ رویہ اختیار کریں یا عوام کو دھوکہ دیں۔

مصائب و آرام میں صبر سے کام لینا علماء کرام کا شیوہ ہونا چاہیے کیونکہ اہل بیت پر اپنے جدامجد نبی کریم ﷺ کے دین کی نصرت وحمایت کی خاطر پر تحمل وصبر سے کام لینے کی پوری ذمہ داری کہیں زیادہ عائد ہوتی ہے۔

مذکورہ دونوں صورتوں میں تقیہ کی ضرورت کس لیے ہے؟

**سوال ۲٦** :......شیعہ حضرات کا اہم ترین عقیدہ ہے کہ امام معصوم کو منصب خلافت پر فائز کرنا واجب ہے تا کہ وہ تمام شہروں اور دیہاتوں سے عدل وانصاف کا رویہ رکھے اور ظلم واستبداد کا قلع قمع کر دے۔سوال یہ ہے کہ کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ دنیا کے ہر ہر شہر اور ہر ہر گاؤں میں،ایک معصوم کا وجود لازم ہے جو لوگوں سے ظلم وزیادتی کو دور کرتا ہے۔

اس صورت میں تمھیں جواب دیا جائے گا کہ یہ سراسر ایک سینہ زوری ہے۔کیا بلاد کفر مشرکین اور نصاریٰ میں بھی امام معصوم رہے ہیں؟

پھر تمھیں کہا جائے گا کہ کیا اس کے نائبین تمام شہروں میں موجود ہیں یا بعض شہروں میں ہیں۔

اگر تم کہو کہ وہ عالم رنگ وبو کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں پھیلے ہوئے ہیں تو پھر بھی تمھیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی پہلی سینہ زوری ہے اِس میں اور اُس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر تم یہ کہو کہ اس کے نائبین بعض شہروں اور بعض دیہاتوں میں ہیں۔

اس پر تم سے جواباً یہ کہا جائے گا کہ ان تمام شہروں اور دیہاتوں میں امام معصوم کی ضرورت

ہے

**سوال ۲۷**:......شیعوں کے امام کلینی نے اپنی کتاب (الکافی) میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان رکھا ہے: ''إِنَّ النِّسَآءَ لَا يَرِثْنَ مِنَ الْعِقَارِ شَيْئاً'' ''بے شک عورتیں، زمین وجائداد میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہیں'' اس میں امام جعفر علیہ السلام کا فرمان روایت کیا ہے کہ عورتیں زمین وجائداور غیر منقولہ اشیاء میں سے کسی چیز بھی وراثت کا حق نہیں رکھتیں۔ ❶

طوسی نے ''التھذیب'' ❷ میں شیخ میسر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عورتوں کے بارے میں سوال کہ ان کو میراث میں کیا استحقاق حاصل ہے؟ انہوں نے جواب دیا ان کے لئے میراث میں اینٹ ،لکڑی ،عمارت، بانس اور سرکنڈے کی قیمت میں سے حصہ کا استحقاق ہے جہاں تک زمین اور غیر منقولہ جائداد کا تعلق ہے تو اس میں انہیں بطور میراث کچھ نہیں ملے گا۔ حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ عورتیں زمین اور جائیداد میں میراث کا حق نہیں رکھتی ہیں۔ حضرت عبدالملک بن اعین سے مروی ہے عورتوں کے لئے عمارت اور غیر منقولہ جائداد میں بطور وراثت کوئی حصہ نہیں ہے۔

لہٰذا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کوئی حق نہیں رہتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے سے اپنے حق کا بھی مطالبہ کریں ان روایات کے مطابق شیعہ کے بقول جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں تھا وہ امام کے لیے ہے چنانچہ محمد بن یحییٰ، امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور زمین کی جاگیر ان کو دی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے وارث ہیں اور جو حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ کے لیے ہے۔ ❸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام اول شیعوں کے عقیدہ کے اعتبار سے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

❶ فروع الكافي، للكليني ۱۲۷/۷ ۔

❷ نفس المصدر ۲۰٤/۹ ۔

❸ اصول الكافي للكليني كتاب الحجة باب ان الارض كلها لإ مام عليه السلا ٤٧٦/۱ ۔

لہٰذا فدک کی زمین کے مطالبہ کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچتا ہے نہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی اس کا مطالبہ نہیں کیا، بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ اگر چاہوں تو میں تم کو اس شہد کے صاف ہونے کی جگہ بتلا دوں گیہوں کے اسٹور کا دروازہ بتلا دوں۔ اس ریشم کے ملبوسات کے کارخانہ کا ٹھکانہ دکھلا دوں لیکن دوری ہو کہیں مجھ پر میری ہوائے نفس غالب نہ آ جائے اور مجھے میری لالچ بہترین کھانوں کی طرف کھینچ نہ لے جائے۔ شاید حجاز و یمامہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہیں آٹے کا ایک پیڑا تک نصیب نہیں ہے اور زمانہ گذر گیا ہے کہ انہیں پیٹ بھر روٹی تک نصیب نہ ہو سکی ہے۔ [1]

**سوال ۲۸** :...... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے کیوں قتال کیا تھا؟ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگوں نے رسی کے اس ٹکڑے کو بھی دینے میں پس و پیش سے کام لیا جسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زکاۃ میں ادا کیا کرتے تھے، تو میں ان سے قتال کروں گا۔

شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ مصحف، جس کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے املاء کیا تھا اس خوف سے منظر عام پر نہیں لائے کہ کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حال یہ ہے کہ وہ اونٹ کی ایک رسی پر مرتدوں سے قتال کا اعلان کر دیتے ہیں

**سوال ۲۹** :...... اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے تمام فرقے کے اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہادر اور دلیر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری ایک لمحہ کے لیے بھی منقطع نہیں ہوئی بلکہ یہ زندگی کی ابتداء سے لے کر اس وقت تک قائم رہی حتی کہ ابن ملجم کے ہاتھوں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ شیعہ حضرات اس بات کا ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب خلافت کے آپ رضی اللہ عنہ ہی حق دار ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو: نہج البلاغۃ، ۱/ ۲۱۱۔

شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان کی جرات بہادری کہاں چلی گئی؟ کیا اس میں جمود و تعطل آ گیا؟ جس کی بنیاد پر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت خلافت کی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد فوراً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں پر بیعت خلافت بھی کی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوراً حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کیا اور برضا ورغبت بیعت خلافت کی؟

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بے بس اور عاجز تھے آپ رضی اللہ عنہ منبر رسول ﷺ پر جا کر کھڑے ہوتے اور برملا اعلان کرتے کہ خلافت ان کا حق ہے جو ان سے زبردستی چھینا جا رہا، کم از کم تینوں خلفاء کے دور میں ایک مرتبہ ہی ایسا کر کے اس حقیت کا انکشاف کر دیتے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حق خلافت کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ باجماع امت بہادر اور شجاع تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو جمہور مسلمانوں کی تائید بھی حاصل تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے مؤیدین وناصرین بھی تھے۔

**سوال ۳۰**:......رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے مبارک کو اہل خانہ کے چار اشخاص پر ڈال دیا تھا اور ان کی عصمت کا اعلان فرمایا تھا ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ باقی ائمہ کی عصمت کا تمہارے پاس کیا دلائل ہیں؟ [1]

**سوال ۳۱** :......شیعہ حضرات کے امام جعفر صادق، مذہب جعفریہ کے اور بانی ہیں ان کا فرمانا ہے [2] کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دوبار جنم دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نسب دو طریقوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

---

[1] وہ چار اشخاص حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

[2] ملاحظہ ہو: کشف الغمۃ، لاربلی (۲/۳۷۳)۔

ا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت قاسم بن ابی بکر۔

ان کی نانی اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی طرف سے ہیں جو فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات جعفر صادق سے ان کے نانا محترم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذمت اور برائی میں جھوٹی اور من گھڑت روایات بیان کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ امام جعفر صادق کا اپنے نانا رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسبت پر فخر کرنا چہ معنی دارد؟! اور اسی نانا محترم کی شخصیت پر لعن وطعن بھی ناممکن ہے کیونکہ ایسا کوئی جاہل شخص ہی کر سکتا ہے یہ بات اس امام سے تو بعید ہے جسے شیعہ فن فقہ میں امام گردانتے ہوں اور جسے اپنے زمانے میں زہد وورع، تقویٰ طہارت میں اوج کمال پر فائز تصور کرتے ہوں کہ آپ ان کے بارے میں ملامت یا ذم کا اظہار کریں؟

**سوال ۳۲** :......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں مسجد اقصیٰ فتح ہوئی۔اس کے بعد خالص سنی الاصل قائد اور بے باک اسلامی رہنما صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے دور میں دوبارہ مسجد اقصیٰ کی آزادی ہوئی۔تاریخ اسلامی کے اس طویل عرصے میں شیعہ حضرات نے کیا کیا کارہائے خیر سرانجام دیے۔

انہوں نے اس طویل زمانے میں ایک بالشت زمین تک بھی فتح کی یا اسلام اور مسلمانون کے کسی دشمن کی سرکوبی تک کی ہے؟

**سوال ۳۳** :......شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے تھے،لیکن یہ ایک حقیقت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی چابیاں لینے فلسطین گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا والی بنا گئے تا کہ خدانخواستہ عمر فاروق کو اگر کوئی ناگہانی حالت پیش آجائے تو وہ مسلمانوں کی خلافت کی ذمہ داریاں نبھا سکیں۔

یہ کون سا بغض وعداوت ہے کیا کوئی شخص اپنے دشمن کو اپنی نیابت کے منصب پر فائز کر سکتا ہے؟

**سوال ۳٤:**......علماء شیعہ خیال کرتے ہیں کہ نماز ادا کرتے وقت سجدہ کا دار و مدار آٹھ اعضاء پر (۱) پیشانی...... (۲) ناک...... (۳) دونوں ہتھیلیاں ......(۴) دونوں گھٹنے...... (۵) دونوں پاؤں۔

سجدہ کی حالت میں ان تمام اعضاء کا زمین سے مس ہونا ضروری ہے۔ [1]

پھر شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ سجدہ ایسی چیز پر کیا جائے جو نہ تو ماکولات کی قبیل سے ہو اور نہ ہی ملبوسات کی قبیل سے۔ یہی وجہ ہے کہ حالت سجود میں وہ اپنی پیشانیاں مٹی کے ٹھیکرے پر رکھتے ہیں۔ [2]

سوال یہ ہے کہ شیعہ اپنے اعضائے سجود میں سے ہر عضو کے نیچے مٹی کا ٹھیکرا کیوں نہیں رکھتے؟

**سوال ۳۵:**......شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے کہ ان کے مہدی منتظر کا جب بھی ظہور ہوگا تو وہ آل داؤد کا طرز حکومت اپنائیں گے اور انہیں کی شریعت نافذ کریں گے!

ذرا بتایا جائے کہ اس وقت شریعت محمدی کہاں چلی جائے گی جو اپنے سے پہلی تمام شریعتوں کے لئے ناسخ ہے؟

**سوال ۳٦:**......جب شیعوں امام مہدی آئیں گے تو سوال یہ ہے کہ آتے ہی یہود و نصاریٰ سے مصالحت کیوں کریں گے اور عربوں اور قریشیوں کو تہ تیغ کیوں کریں گے؟!!

کیا محمد ﷺ قریش اور عرب میں سے نہیں ہیں اور تمہارے ائمہ بھی تمھارے کہنے کے مطابق عرب ہی ہیں۔

**سوال ۳۷:**......شیعہ حضرات اعتقاد رکھتے ہیں کہ ائمہ کرام کی ماؤں نے ان کا حمل اپنے

---

[1] ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ، للحرالعاملی ,۳/۵۹۸۔

[2] ملاحظہ ہو: الجامع للشرائع، للحلی ،ص ۷۰۔

پہلوؤں میں رکھا ہے اور رحم مادر میں ان کی تکوین نہیں ہوئی بلکہ ان کی ولادت داہنی ران سے ہوئی ہے؟ [1]

کیا محمد ﷺ نبیوں میں افضل ترین نبی اور پوری انسانیت میں معزز و مکرم نہیں ہیں؟ ان کا حمل تو رحم مادر میں ٹھہرا اور ان کی ولادت بھی عمومی طبعی طریقہ پر ہوئی تھی آخر شیعہ کے ائمہ کی ولادت پہلوئے مادر سے کیوں ہوتی ہے؟

**سوال ۳۸:** ......شیعہ حضرات ابو عبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس شریعت کا حامل ایسا شخص ہے جس کے نام پر اگر کوئی شخص نام رکھتا ہے تو وہ کافر ہے۔'' [2]

اور خود شیعہ حضرات ہی ابو محمد عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام مہدی علیہ السلام کی ماں کو بشارت دیتے ہوئے کہا: عنقریب تو ایک لڑکے سے حاملہ ہوگی جس کا نام محمد ہوگا اور وہی میرے بعد منصب خلافت پر فائز ہوگا۔'' [3]

کیا مذکور دونوں روایتوں میں تضاد اور تناقض نہیں ہے؟ ایک مرتبہ تو تم کہتے ہو کہ جو شخص اس شریعت کے حامل شخص کے نام پر نام رکھے گا وہ کافر ہوگا اور ایک مرتبہ تم کہتے ہو کہ خود حسن عسکری علیہ السلام نے امام مہدی کا نام محمد رکھا ہے یہ کیسا تضاد ہے؟

**سوال ۳۹:** ......عبداللہ بن جعفر الصادق، اسماعیل بن جعفر الصادق کے حقیقی بھائی تھے ان دونوں کی ماں ایک ہی تھیں جن کا نام فاطمہ بنت الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھا۔

دونوں بھائی تمہارے مطابق سید ہیں، حسینی ہیں بلکہ نجیب الطرفین ہیں، یعنی ان کا نسب باپ اور ماں دونوں کی طرف سے آل بیت رسول ﷺ سے جا ملتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ سید عبداللہ بن جعفر کو اپنے حقیقی بھائی اسماعیل بن جعفر کی موت کے بعد

---

[1] اثبات الوصیة المسعودی ص ۱۹۶۔

[2] الانوار النعمانیة، ص ۲/۵۳۔

[3] الانوار النعمانیہ، ۲/۵۵۔

منصب امامت سے کیوں محروم رکھا گیا۔ جو اپنے والد کی زندگی ہی میں انتقال کر گیا تھا؟

**سوال ۴۰** :...... کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں احمد بن محمد رفعہ کے واسطہ سے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ کالے رنگ کو مکروہ قرار دیا گیا ہے (۱) موزے (۲) عمامہ۔ (۳) کملی۔ ان تینوں چیزوں میں کالے رنگ کے استعمال کی گنجائش ہے اس کے علاوہ اور چیزوں میں کالے رنگ کا استعمال مکروہ ہے۔ [1]

ابوعبداللہ علیہ السلام ہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز میں کالے رنگ کا استعمال ناپسند فرماتے تھے (۱) موزوں سے میں۔ (۲) چادر یا شال میں۔ (۳) عمامہ میں۔ [2]

الحر العاملی نے اپنی کتاب الوسائل میں الصدوق کے ذریعہ محمد بن سلیمان کے واسطہ سے مرسلا ابوعبداللہ علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام سے میں نے پوچھا کیا میں کالی ٹوپی پہن کر نماز ادا کرسکتا ہوں؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کالی ٹوپی پہن کر نماز مت پڑھو کیونکہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔'' [3]

شیخ صدوق سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: کالا رنگ مت پہنا کرو کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔'' اپنی سند کے ساتھ الوسائل میں حضرت حذیفہ بن منصور سے نقل کیا ہے کہ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس ''حیرۃ'' میں موجود تھا۔

---

[1] اس کو کتاب الوسائل کے مؤلف نے ۳/ ۲۷۸ پر حدیث نمبر (۱) کے ضمن میں روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: فروع الکافی ، للکلینی ۶/ ۴۴۹۔

[2] اس حدیث کو ''کتاب الکافی طبع طهران سنة ۱۳۱۵ھ میں (۲/ ۲۰۵) پر باب لبس السواد کے تحت نقل کیا ناپسند رکھتے تھے۔ تین چیزوں کے...... البتہ اس میں چادر کا ذکر پگڑی پر مقدم ہے۔ ہے اس میں ہے کہ کان رسول اللہ ﷺ یکرہ السوادالا فی ثلاث وتقدیم العمامه علی الکساء۔

[3] اس کو الوسائل ،(۳/ ۲۸۱ میں باب ۲۰ حدیث ۳ کے تحت ابواب لباس المصلی میں روایت کیا ہے اور صدوق نے الفقیه ۲/ ۲۳۲ میں فرمایا ہے کہ وسئل الصادق علیه السلام عن السلاة فی القلنسوة السوداء؟ فقال: لاتصل فیها فا نها من لباس اهل النار؟ ملاحظہ ہو: وسائل الشیعة ۳/ ۲۸۱۔

خلیفہ وقت کا قاصد ابوالعباس پہنچا جو آپ کو بلانے آیا تھا، ابو عبداللہ علیہ السلام نے برساتی پہن رکھی تھی جو اون سے بنی ہوئی ہوتی ہے جیسے بارش سے بچاؤ کے لئے پہنا جاتا ہے۔'' ❶

بلکہ شیعوں کی بعض روایات میں یہاں تک وارد ہوا ہے کہ کالا لباس بنوعباس کا لباس ہے جو ان کے اعداء میں سے تھے۔

صدوق کی کتاب ''فقیہ'' میں ہے، کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور وہ کالا چوغہ پہنے ہوئے اور سر پر ایک پٹکا باندھے ہوئے تھے۔ اس میں خنجر بھی لٹکا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبریل! یہ کیسا لباس ہے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا، آپ کے چچا عباس کے صاحبزادے کا لباس ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لائے اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ''میرے چچا جان! آپ کی اولاد میں میرے بچوں کے لیے ہلاکت ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے اوپر غالب آسکتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قلم تقدیر چل چکا ہے۔''

بظاہر اس سے مراد اہل جہنم ہیں جیسا کہ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ یہی وہ لوگ ہوں گے جو ہمیشہ ہمیشہ عذاب سے دوچار رہیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فرعون اور ان جیسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے اور جو بھی ان کی مشابہت اختیار کرے گا وہ سرکش اور باغی قسم کے گمراہوں میں شامل ہے جیسے کہ بنوعباس کے خلفاء وغیرہ ہیں، وہ اس امت مرحومہ اور امم سابقہ کے کفار و مشرکین کی قبیل سے ہوں گے جنہوں نے کالے لباس کو اپنا شعار بنایا ہوگا۔ ❷

انہی روایات میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جس کو صدوق نے (الفقیہ) میں اپنی

---

❶ (من لایحضره الفقیه، ۱/ ۲۵۱) اور ان سے مؤلف الوسائل نے (۳/ ۲۷۸) میں نقل کیا ہے اور دوسری روایت (الوسائل، (۳/ ۲۷۹) حدیث نمبر ۷ کے تحت ابواب لباس المصلی کے ضمن میں نقل کیا ہے اور الفقیہ نے اس کو (۲/ ۲۵۲) اور (الکافی) میں (۲/ ۲۰۵)۔

❷ اور کتاب (الوسائل) میں کے اور الفقیہ میں (۲/ ۲۵۲) پر اس کو نقل کیا ہے۔

سند کے ساتھ اسماعیل بن مسلم کے واسطہ سے حضرت جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی نازل فرمائی اور اس میں اپنے نبی کو حکم دیا کہ مؤمنین کو اس بات سے آگاہ کر دیں کہ وہ میرے دشمنوں کا لباس زیب تن نہ کیا کریں اور میرے اعداء کا کھانا نہ کھایا کریں۔ مجھ سے عداوت رکھنے والوں کی راہوں پر نہ چلا کریں۔ ورنہ تم بھی میرے ویسے ہی دشمن ہو جاؤ گے جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔'' [1]

کتاب عیون الاخبار میں ''حدائق'' میں موجود روایت کے موجب دوسری سند سے خبر نقل کرنے کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا ہے ''میرے دشمنوں کا لباس کالا لباس ہے!، دشمنوں کا کھانا نبیذ، نشہ آور چیزیں، جو کی شراب، گارا، جری نامی مچھلی، سانپ، زمیر نامی مچھلی اور وہ مچھلی جو مرنے کے بعد پانی کی سطح پر تیرنے لگے فرماتے ہیں کہ دشمنوں کا راستہ اختیار کرنا اپنی ذات کو متہم کرنے کا پیش خیمہ ہے اسی طرح جام و مینا اور رقص وسرود کی محفلیں اور وہ مجالس جن میں ائمہ کرام علیہ السلام اور مؤمنین پر طعنہ زنی اور تہمت طرازی کی جاتی ہے اور فساق و فجار، مفسدین و ظالمین کی مجالس میں شرکت اپنی عزت و آبرو کو داغ دار کرنے کا وسیلہ ہے۔ [2]

یہ بحث کالا لباس پہننے کی مذمت میں ائمہ کرام کے اقوال پر مشتمل ہے اور جس سے عیاں ہے کہ کالا لباس شیعوں کے دشمنوں کا لباس ہے لیکن اس کے باوجود شیعہ حضرات کالا لباس پہنتے ہیں۔ اس کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کو سادات کا نشان گردانتے ہیں بلکہ انہوں نے تو کالے لباس کو اپنے مذہب کا شعار بنا رکھا ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟

**سوال ٤١**:......اگر کوئی شخص شیعہ بننا چاہے تو وہ شیعوں کے مختلف اور بے شمار فرقوں میں سے کس فرقہ کو اختیار کرے گا؟ ان تمام فرقوں میں سے ہر فرقہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

---

[1] وسائل الشیعہ ٤/٣٨٤ اور بحار الانوار، ٢/٢٩١، ٤٨/٢٨۔

[2] اس کا تذکرہ عیون الاخبار ١/٢٦ میں موجود ہے۔

اپنا انتساب کرتا ور امامت کا اقرار کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض وعداوت کا اظہار کرتا ہے۔ ہر فرقہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی امامت کا اس طرح اقرار کرتا ہے۔ گویا یہ ان کے ایمان کا رکن عظیم ہے، ان میں سے ہر فرقہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہی اصل دین ہے۔

**سوال ۴۲** :......شیعہ حضرات جب بارہ ائمہ کی امامت کا اثبات کرتے ہیں تو ردائے مصطفیٰ حدیث سے کیسے ستدلال کرتے ہیں؟

سوال ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا نام رداء حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اس کے باوجود شیعہ ان کو اماموں کے زمرے سے خارج سمجھتے ہیں اور ان کو ائمہ کی فہرست میں ذکر کیوں نہیں کرتے؟

**سوال ۴۳** :......شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ امامت کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ امام مکلّف شرعی ہو یعنی بالغ اور عاقل ہو، اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ان کے امام غائب کو محمد العسکری کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، کی امامت کا ثبات اس وقت ہی کر لیا گیا تھا جب وہ صرف پانچ سال یا تین سال کی تھے۔ یہ ان کے دستخط کردہ خطوط سے واضح ہوتا ہے یہاں اس شرط کو کالعدم قرار دے کر ان کی امامت کو کیوں تسلیم کیا گیا ہے؟

**سوال ۴۴** :......کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کے علاوہ اور دوسری کتابوں کا بھی نزول ہوا ہے؟ جن کتابوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص کر دیا تھا؟!

اگر تم کہتے ایسا نہیں ہے تو تم مندرجہ ذیل اپنی روایات کا کیا جواب دینا پسند کرو گے:

(۱)...... **الجامعة:**

حضرت ابو بصیر ابو عبداللہ علیہ السلام کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا میں محمد ہوں اور ہمارے پاس ''الجامعہ'' ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ یہ الجامعہ کیا ہے؟

ابو بصیر کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: میں آپ پر قربان جاؤں یہ

بتلایئے کہ الجامعہ کیا ہے؟ ابو عبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا وہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر ہاتھ ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے املا کرا دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ اس میں حلال وحرام موجود ہے۔ اس میں ہر وہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو ضرورت درپیش ہوسکتی ہے یہاں تک کہ خراش کی دیت کا مسئلہ بھی۔ [1] ذرا اس جملہ پر غور وفکر کیجئے کہ اس صحیفہ میں ہر وہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو حاجت درپیش آسکتی؟

آخر صحیفہ کو پوشیدہ کیوں رکھا گیا ہے ہم کو اس صحیفے کی تعلیمات سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟ کیا یہ کتمان علم کے زمرے میں نہیں آتا؟

## (۲)...... صحیفة الناموس:

امام مہدی کی علامات میں یہ صراحت منقول ہے:

''ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا۔ جس میں قیامت تک کے جتنے بھی شیعہ ہوں گے ان کے اسماء درج ہوں گے اور ایک دوسرا صحیفہ ہوگا جس میں قیامت تک کے جو بھی ان کے اعداء ہوں گے ان کے نام درج ہوں گے۔'' [2]

ہم یہ کہنا چاہیں گے یہ کہ کون سا صحیفہ ہے جو اتنی ضخامت کا حامل ہوگا۔ جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام درج ہوں گے؟

اگر اس میں عصر حاضر کے صرف ایرانی شیعوں کے نام لکھے جائیں تو اس کے لئے کم از کم ایک سو جلدیں درکار ہوں گی چہ جائیکہ پوری دنیا میں آنے والے شیعوں کی فہرست لکھی جائے یہ ایک ناممکن بات ہے۔ عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے!!

## (۳)...... صحیفة العبیطة:

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے پاس بہت سے

---

[1] ملاحظہ ہو: (الکافی، ۱/۲۳۹)۔ [2] ملاحظہ ہو: (بحار الانوار، ۲۵/۱۱۷)۔

صحیفے ہیں۔ جن میں رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ کی جاگیریں، عطیات صلہ رحمی اور قطع تعلقی کے واقعات ہیں اس صحیفہ میں ایک ایسا صحیفہ ہے جس کو (العبیطة) کہا جاتا ہے۔ عربوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز باعث مصیبت نہیں ہے۔ اس میں ایسے ساٹھ عرب قبائل کا ذکر ہے جنہوں نے ناحق خون خرابہ کیا ہے ان کا اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ❶

ہم کہتے ہیں یہ روایت غیر مقبول ہے اور نہ ہی عقل انسانی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر قبائل عرب کی اتنی بڑی تعداد ایسی ہے جس کو اللہ کے دین سے کوئی سروکار نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پشت زمین پر کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جس کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ ہو۔

اس کے بعد ان لوگوں نے اس سنگین حکم کے ضمن میں قبائل عرب کا ذکر کیا ہے اور خاص طور سے عربوں کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اس سے ان کی عربوں سے تعصب اور دشمنی کی بو آ رہی ہے۔

### (٤)...... صحيفة ذؤابة السيف:

حضرت ابوبصیر رحمہ اللہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے نیام میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا۔ اس میں چند حروف تھے اور ان حروف میں سے ہر حرف ہزار حرف پر مشتمل تھا۔

ابوبصیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان حروفوں میں سے اب تک صرف دو حرف معرض وجود میں آ سکے ہیں۔'' ❷

ہمارا سوال ہے کہ ان دو حرفوں کے علاوہ بقیہ حروف کہاں ہیں!

ان بقیہ حروف کا ظہور کیوں نہیں تاکہ شیعہ اہل بیت سے تو مستفید ہو جائیں؟

یا یہ سارے کے سارے حروف اس وقت تک پردۂ خفا میں ہی رہیں جب تک کہ القائم کا

❶ بحارالانوار، ٣٧/٢٦۔ ❷ نفس المصدر ٥٦/٢٦۔

ظہور نہیں ہو جاتا خواہ نسلوں کی نسلیں آتی رہیں مگر دین غار میں مخفی رہے گا۔

## (۵) صحیفة علی:

ایک دوسرا صحیفہ ہے جو تلوار کے لٹکانے والے حلقے میں پایا گیا ہے اس ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے لٹکانے والے حلقے میں ایک صحیفہ پایا گیا ہے جس میں لکھا ہوا ہے: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ، قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سرکش اور باغی وہ شخص شمار کیا جائے گا جو کسی کو ناحق قتل کرے یا کسی کو بلا وجہ مارے اور غیر مستحق کو منصب امامت پر فائز کرے۔ ایسا شخص اس شریعت کا منکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اور جس شخص نے دین میں کوئی نئی چیز کو ایجاد کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کوئی عذر یا فدیہ قبول نہیں فرمائے گا۔ [1]

## (٦) صحیفة الجفر:

اس کی دو قسمیں ہیں: (الف) جفر ابیض۔ (ب) جفر احمر

ابو العلاء سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو سنا ہے کہ میرے پاس الجفر الابیض" ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا اس میں کیا لکھا ہے؟

ابو عبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور، موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ، عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، ابراہیم علیہ السلام کے صحف، اور حلال و حرام کی تفصیل ہے......"

اس کے علاوہ میرے پاس " الجفر الاحمر " بھی ہے۔

میں نے دریافت کیا کہ جفر احمر میں کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا" اوزار اور ہتھیار ہیں۔ اسے صرف خوں بہا یا قصاص کے وقت کھولا جاتا ہے۔ ان سے عبداللہ بن ابی یعفور نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے کیا اس کو حسن علیہ السلام بیٹے جانتے ہیں؟

---

[1] ملاحظہ ہو: (بحار الانوار، ٢٧/٦٥۔

ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم! وہ لوگ اس کا ٹھیک ٹھیک اس طرح علم رکھتے ہیں جس طرح انہیں رات دن کا علم ہے لیکن بر بنائے حسد وہ اس سے اغماض کرتے ہیں اگر وہ حق کو حق جانتے ہوئے اس کے حصول کی کوشش کریں تو یہ ان کے لئے بہتر ثابت ہو۔ ❶

ہمارا کہنا ہے کہ ذرا اس عبارت پر غور کرو کہ زبور داؤد، توراۃ موسیٰ، انجیل عیسیٰ، صحف ابراہیم علیہ السلام اور حلال وحرام ساری کی ساری چیزیں صحیفہ جفر میں موجود ہیں۔

ہمارا سوال ہے کہ تم نے اتنی بیش بہا نعمت کو چھپا کیو رکھا ہے اور اس کو ظاہر کیوں نہیں کرتے؟

## (۷) مصحف فاطمہ :

(۱)......علی بن سعید ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

بخدا ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے۔اس میں کتاب اللہ کی آیات میں سے ایک آیت بھی نہیں ہے بلاشبہ وہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ کا املاء کروایا ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کی تحریر ہے۔ ❷

(۲)......محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مصحف چھوڑا ہے وہ قرآن نہیں ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نازل ہوا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے املاء شدہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ ❸

(۳)......علی بن ابی حمزہ سے مروی ہے انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے ان کا فرمان نقل کیا ہے:

ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے، اللہ کی قسم اس میں قرآن کریم کے حرفوں میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا املاء شدہ کلام ہے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ

---

❶ ملاحظہ ہو:(اصول الکافی،۱/۲۴)۔ ❷ بحارالانوار،۲۶/۴۱۔

❷ البحار،۲۶/۴۱۔

سے لکھا ہوا ہے۔ ❶

اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم لوگ کہہ رہے ہو کہ یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کی املاء شدہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے تو اس کو امت مسلمہ سے چھپا کر کیوں رکھا گیا؟

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی طرف جو کچھ نازل کیا گیا ہے اسے امت تک پہنچا دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ﴾ (المائدہ: ٥/٦٧)

”اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے آپ اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔“

اس فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے لئے کیسے ممکن ہے کہ ساری امت مسلمہ سے (مصحف فاطمہ) نامی قرآن کا کتمان کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ کرام علیہم السلام کس بنیاد پر اس کو اپنے شیعہ پیروکاروں سے پردۂ خفاء میں رکھیں گے یہ ناممکن بات ہے۔

کیا یہ امانت میں خیانت نہیں ہے؟ اور کیا مذکورہ مقدس لوگوں سے خیانت کی توقع ہے؟

## (۸)...... توراۃ اور انجیل وزبور:

ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ انجیل، توراۃ اور زبور سریانی زبان میں پڑھا کرتے تھے۔

ہم یہاں یہ بات کہنا چاہیں گے کہ امیر المؤمنین اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام کو زبور، توراۃ اور انجیل سے کیا سروکار تھا؟ یہ کتب سابقہ ان کے درمیان کیوں متداول تھیں اور وہ ان کتابوں کو چوری چھپے کیوں پڑھا کرتے تھے؟

---

❶ البحار، ٢٦/٤٨۔

نصوص شیعی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پورا قرآن موجود تھا اور مذکورہ تمام کتب اور دوسرے چھوٹے بڑے صحیفے بھی، تمہارے دعویٰ کے مطابق موجود تھے۔ ان کو زبور، توراۃ اور انجیل کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ خصوصاً جبکہ ہمارے علم میں ہے کہ یہ ساری کی ساری کتب سابقہ نزول قرآن کی وجہ سے منسوخ ہو گئیں ہیں۔

ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس وقت صرف اور صرف قرآن کریم ہی دستور حیات کی حیثیت سے مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ اسلام میں اگر کسی کتاب کی مسلمہ حیثیت ہے تو وہ قرآن کریم ہے۔ جہاں تک متعدد کتابوں کا معاملہ ہے تو یہ یہود و نصاریٰ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ ان کی متعدد کتابوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

**سوال ٤٥** :...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے اظہار غم میں اپنے چہرے پر تھپڑ کیوں نہیں مارے تھے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر ماتم کرتے ہوئے اپنے گالوں پر تھپڑ کیوں نہیں لگائے؟

**سوال ٤٦** :......علماء شیعہ کی کثیر تعداد خصوصاً ایرانی شیعہ عربی زبان سے نابلد ہوتے ہیں۔ وہ زبان کے اعتبار سے فارسی داں ہوتے ہیں گویا وہ حقیقت میں عجمی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بنیاد پر احکامات کا استنباط کرتے ہیں؟ جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ ایک عالم دین کے لئے قرآن وسنت سے احکامات اور ان کے استنباط کے لئے عربی زبان سے واقفیت از حد ضروری ہے۔

**سوال ٤٧** :......شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا شمار ماسوائے ایک محدود تعداد کے منافقین اور کفار کی صفوں میں ہوتا تھا۔ چند صحابہ کا تمام کافروں نے کام تمام کیوں نہ کر دیا تھا۔

**سوال ٤٨** :......کیا یہ بات عقل و خرد باور کرنے کے لئے تیار ہے کہ شیعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے انتخاب میں ناکام رہیں۔

**سوال ٤٩** :.......محمد بن حسن طوسی اپنی کتاب تہذیب الاحکام کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں: ❶

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو حق کا سرپرست اور اس کا مستحق ہے، خوب درود وسلام ہو اس کی مخلوق میں سے افضل ترین اور بہترین ذات محمد ﷺ پر۔

بعض ان ساتھیوں نے، اللہ تعالیٰ انہیں نیکی وصلاح کی توفیق عطا فرمائے، جن کے مجھ پر بعض حقوق عائد ہوتے ہیں، مجھے ہمارے شیعہ کی احادیث یاد کروادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی تائید سے بہرہ ور فرمائے اور ان کے اسلاف پر رحم وکرم فرمائے، انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ہمارے یہاں احادیث میں بڑا ہے تضاد حتیٰ کہ ہمارے یہاں کوئی متفق علیہ روایت بھی نہیں ہے اگر کوئی ایک اتفاق کی صورت پیدا ہوتی ہے تو فوراً اس کی مخالفت میں احادیث موجود ہوتی ہیں۔ ہمارے یہاں احادیث کے ذخیرے میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے، جس کو متفق علیہ کہا جائے کیونکہ ہر حدیث کے مقابلے میں کوئی نہ کوئی حدیث ضرور موجود ہے۔ اسی چیز نے ہمارے مخالفین کو ہمارے مذہب شیعی پر اعتراضات کرنے کے مواقع فراہم کئے ہیں۔

اثنا عشری شیعی سید دلدار علی لکھنوی اپنی کتاب ''اساس الاصول'' میں رقمطراز ہے: ❷

''ائمہ کرام سے ماثور ومنقول احادیث بہت زیادہ اختلافات کا شکار ہیں اور کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے جس کے مقابلہ میں اس کی کاٹ کے لئے کوئی روایت موجود نہ ہو۔'' یہی وہ صورت حال ہے جو بعض ناقص عقلوں کے لئے شیعہ مذہب سے نکلنے سبب بن رہی ہے۔

شیعوں کے عالم، محقق، حکیم شیخ حسین بن شہاب الدین کرکی اپنی کتاب هداية الابرار الٰی طریق الائمة الاطهار، میں تحریر کرتے ہیں: ❸

---

❶ ملاحظہ ہو (تهذيب الاحكام، ١/٤٥)۔ ❷ اساس الاصول، ص ٥١، ط لكهنؤ الهند۔

❸ هداية الابرار، ص ١٦٤۔

اس کتاب کے لکھنے کی غرض و غایت بھی وہ ہے جس کو (التھذیب) کے مقدمہ میں ذکر گیا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف ہماری روایات کے درمیان تعارض اور تناقض کو دور کرنے کی غرض سے کی تھی کیونکہ ان کو یہ شکایت تھی کہ بعض شیعہ حضرات اسی بنیاد پر مذہب شیعہ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

ہم یہاں کہنا چاہیں گے کہ شیعہ علماء نے اپنے مذہب میں تناقض کا بذات خود [1] اعتراف کیا ہے اللہ تعالیٰ باطل کر کے فرما رہے ہیں

﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾

(النساء: ٤ / ٨٢)

''اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں وہ لوگ بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

**سوال ۵۰:** ......شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا دھونا مستحب ہے! ہم کہتے ہیں کہ یہ استحباب بر بنائے دلیل ہے یا صرف ہوائے نفسانی کی بنا پر؟ اگر یہ مبنی بر دلیل ہے تو وہ دلیل کیا ہے؟

اگر ایسا ہی ہے تو ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اس کام کو کیوں نہیں کیا جن کی اتباع اور پیروی کرنے کے تم دعویدار ہو؟

**سوال ۵۱:** ......شیعہ کا اعتقاد ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد میں رونا دھونا کیوں نہیں کیا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مذکورہ دونوں شخصیتوں سے افضل و اکرم نہیں ہیں؟ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے سابقہ رونے سے بڑھ کر کیوں نہیں روتے؟

**سوال ۵۲:** ......شیعہ حضرات کے مطابق حصرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت

---

[1] اصول مذهب الشيعة الطبعة الاولى عشريه، للقفاری، ١/ ٤١٨ وما بعدها۔

وامامت اوران کے بعدان کی اولاد کی ولایت وامامت کی پر ایمان رکھنا ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ کافر ہے اور جہنمی ہے خواہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔نماز پڑھتا ہو اور زکاۃ ادا کرتا ہو اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہو اور اس نے بیت اللہ کا حج بھی کیا ہو مگر وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔شیعہ حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں لیکن ہم قرآن کریم میں اس عظیم رکن کی صراحت کیوں نہیں پاتے ! ہم قرآن کریم کو پاتے ہیں کہ اس نے اس رکن اعظم کے علاوہ دوسرے ارکان کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے، جیسے نماز، روزے، حج، زکاۃ، بلکہ قرآن کریم نے بعض مباحات تک کا بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے کہ شکار وغیرہ! ہمارا سوال ہے کہ قرآن کریم میں تمہارا وہ رکن اعظم کہاں گیا جس کا رات دن تم تذکرہ کرتے رہتے ہو؟

**سوال ۵۳ :** ......اگر صحابہ کرام کا معاشرہ آپس میں بغض وعناد اور حسد وبغاوت والا معاشرہ تھا، جس کے افراد میں سے ہر شخص منصب خلافت کو پانے کے لیے کوشاں تھا بقول شیعہ حضرات، صحابہ کرام کا ماحول ایسا بن گیا تھا جس میں معدودے چند کے علاوہ کوئی ایمان پر باقی نہیں بچا تھا۔

اس کے برعکس ہم اس یہ دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہی کے زریں دور میں، فتوحات پر فتوحات ہوتی چلی گئیں اور اسلام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔تاریخ شاہد ہے اسلام اور مسلمانوں کو جتنا فروغ صحابہ کرام کے عہد زریں میں ملا اتنا کسی دور میں نہیں ملا اور اس عہد زریں کی یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں ہزاروں افراد نے اسلام قبول کیا۔

**سوال ۵٤ :** ......شیعہ حضرات نماز جمعہ کو کیوں چھوڑتے ہیں جبکہ نماز جمعہ کے قیام اور اس کی ادائیگی کا صراحت کے ساتھ سورۂ جمعہ میں حکم وارد ہوا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾

(الجمعه: ٦٢/ ٩)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت بند کر دو یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

اگر شیعہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کو اس وقت تک معطل قرار دیے رکھیں گے جب تک کہ امام مہدی کا خروج نہیں ہوتا۔

تو ہم کہیں گے کہ کیا یہ انتظار اس عظیم فریضہ کے معطل رکھنے کا جواز فراہم کرتا ہے؟ اس شیطانی عذر کی وجہ سے ان لاکھوں بندگان خدا کا کیا ہوگا جو انتظار کرتے کرتے مر چکے ہیں اور ان کو اسلام کے اس عظیم الشان فریضہ کو ادا کرنے کا موقعہ تک نہ مل سکا؟

**سوال ۵۵:** ......شیعہ حضرات عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں سے کچھ آیات کو حذف کر دیا گیا ہے اور یہ کام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کے خطاب سے کیوں نوازا گیا؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خطاب عطا کیا ہے اور کتاب میں بھی اسی طرح ہی نازل ہی فرمایا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولِي وَأَنَّ عَلِيًّا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

"اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں اور علی رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہیں۔" [1]

[1] اصول الکافی، ۱/۴۱۲۔

کلینی نے تغیر قرآن میں لکھا یہاں پر جبت اور طاغوت سے فلاں فلاں مراد ہیں۔" [1]

مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ: فلان اور فلان سے مراد ابوبکر اور عمر ہیں۔ [2] یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات شیخین کو العیاذ باللہ شیطان تصور کرتے ہیں۔

شیعوں کے یہاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ (النور: ٢٤/ ٢١) "اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کی تفسیر میں پورے وثوق اور جزم کے ساتھ فلاں لکھا ہے کہ فلاں کی ولایت مراد ہے بلکہ قسم کھا کر اس بات کی تاکید بھی کی ہے۔

ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے (وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فِيْ وِلَايَةِ الْاَئِمَّة مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا) جو کوئی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا علی کی ولایت میں اور اس کے بعد ائمہ کی ولایت میں تو یقیناً وہ بہت بڑی کامیابی سے ہم کنار ہوا" ابوعبداللہ اس آیت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ آیت من وعن اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ [3]

ابوجعفر علیہ السلام سے مروی ہیں: جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نازل ہوئے تھے ﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ بَغْيًا﴾۔ ترجمہ: "اور بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا وہ ان چیزوں کا کفر کرتے ہیں جو علی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نازل فرمائی ہیں۔" [4]

حضرت جابر فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس من وعن یہ آیت لے کر تشریف لائے۔

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فِيْ عَلِيٍّ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ"﴾ [5]

---

[1] المصدر السابق ١/ ٤٢٩۔
[2] بحار الانوار، ٢٣/ ٣٠٦۔
[3] ملاحظہ ہو کتاب (اصول الکافی ١/ ٤١٤۔
[4] ایضا ١/ ٤١٧.
[5] شرح اصول الکافی، ٧/ ٦٦۔

''اور اگر تم شک میں ہو اس چیز کی بارے میں جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر پس تم لے آؤ ایک سورت اس جیسی دیے گئے ہو! تم ایمان لاؤ اس روشن نور پر جو ہم نے علی کے متعلق نازل کیا ہے۔''

ابوعبداللہ علیہ السلام روایت کرتے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت لے کر تشریف لائے ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ آمِنُوْ بِمَا نَزَّلْنَا فِيْ عَلِيٍّ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾ 1

محمد بن سنان رضا علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں: كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ مَّا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ مِنْ وِّلَايَةِ عَلِيٍّ یہ من وعن اسی طرح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ 2

ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا ہے: ﴿ سَأَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ بِوَلَايَةِ عَلِّيٍ لَّيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴾ ''سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے اس اس کے بارے میں جو واقع ہونے والا ہے علی کی ولادیت کا۔ جسے کوئی بھی روکنے والا نہیں ہوا گا۔'' اور فرماتے ہیں واللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی طرح اس آیت کو لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے۔ 3

ابوجعفر علیہ السلام روایت کرتے ہوئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اسی طرح لے کر نازل ہوئے تھے:

﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلاً غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُوْنَ﴾ 4

''پس بدل ڈالا ان ظالموں نے جنھوں نے آل محمد پر ان کے حق میں ظلم کیا، بات کو

---

1 ایضاً۔
2 ایضاً ٥/٣٠١۔
3 کتاب اصول الکافی، ١/٤٢٢۔
4 ایضاً ١/٤٢٣۔

سوائے اس بات کے جو ان سے کہی گئی تھی۔ تو ہم نے ان لوگوں پر، جنہوں نے آل محمد پر ان کے حق کے معاملے میں ظلم کیا، آسمان سے عذاب نازل کیا بوجہ اس کے جو وہ نافرمانی کرتے تھے۔''

ابو جعفر علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ جو من وعن یہ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حقَّهُمْ لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیقاً اِلّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ ....(یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جاءَ کُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِ مِنْ رَّبِّکُمْ فِیْ وِلَایَةِ عِلِیٍّ فَآمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا بِوِلَایَةِ عَلِیٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ [1]

''اے لوگو! تمھارے پاس رسول، علی کی ولایت کے بارے میں تمھارے رب کی طرف سے حق لایا ہے، لہٰذا تم ایمان لاؤ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم علی کی ولایت کا انکار کرو گے تو بلاشبہ اللہ ہی کی ملک ہے چاہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔''

یہ ہیں وہ آیات جن کے متعلق شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ تمام آیات صراحت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت پر دلالت کرتی ہیں لیکن حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ان میں تغیر وتبدل اور کر دیا۔

مذکورہ صورتحال میں خود بخود دو سوالات پیدا ہوتے ہیں اور وہ دونوں ہی شیعہ حضرات کے لئے باعث عار ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ بزعم شیعہ اگر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ان مذکورہ آیات میں تحریف کی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد اس کی وضاحت کیوں نہیں کی؟

---

[1] ایضًا ۱/ ٤٢٤۔

یا کم از کم محرف شدہ آیات کو ان کی اصلی ہیئت میں لکھوا کیوں نہیں دیا جیسا کہ وہ نازل ہوئی تھیں۔

ہم دیکھتے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن کریم کو اپنے عہد میں اسی شکل میں باقی رکھا جس شکل میں اس سے قبل خلفاء راشدین کے دور میں تھا اور جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت میں تھا کیونکہ حفاظت الٰہی کی بدولت محفوظ و مامون ہے۔اس میں نہ تحریف ہوئی اور نہ ہوگی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹/۱۵) ''ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔'' مگر شیعہ حضرات کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ عقل و خرد سے کام نہیں لیتیہ یں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا بعض آیات جن میں شیعوں نے تحریف و تبدیل سے کام لیا ہے تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و امامت اور خلافت کو ثابت کریں یہ آیات پوری راسخ سے ہمارے سامنے یہ بات بیان کر رہی ہے کہ:اس کا شائبہ تک نہیں ہوسکتا۔

ذرا اس آیت کے بارے میں غور وخوض کریں، جس کو شیعوں نے تحریف کا نشانہ بنایا ہے یہ آیت تو یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ انہوں نے اسے مسلمانوں کی طرف منسوب کر دیا۔

﴿فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلاً غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾

''پھر جنھوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا انہوں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی بدل ڈالا تو ہم نے بھی ان ظالموں پر ان کے فسق و نافرمانی کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل کیا۔''

بر بنائے آیت محرفہ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت اس معاملہ کی نشاندہی کر رہی ہے جو مستقبل میں رونما ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو جانتے بھی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل بیت اپنے کس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جوان سے زبردستی چھین لیا گیا ہے۔ جب کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ مستقبل میں گا؟ اور اس تحریف سے اس بات کی بھی نشاندہی ہو رہی ہے کہ مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کے بارے میں وصیت کو قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بنیں گے۔

اس کے بعد ہمیں ذرا یہ بھی بتلایا جائے کہ یہ کون سا آسمانی عذاب، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر، جنہوں نے آل محمد حق خلافت کے معاملے میں ظلم وزیادتی کب نازل کیا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ اب تک ایسا کوئی عذاب واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ کھلم کھلا تحریف کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔

**سوال ٥٦ :** ......شیعہ حضرات ابوالحسن سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کرتے ہیں "یُرِیْدُوْنَ لِیَطْفِؤُا نُورَ اللّٰہِ بِاَ فْوَاھِہِمْ"

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھائیں۔"

یعنی یہ لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت وامارت کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا﴾ (التغابن:٨)

"لہٰذا ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔"

شیعہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ! اللہ کی قسم! نور سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک آنے والے ائمہ مراد ہیں۔ [1]

سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسلام چار دانگ عالم میں پھیلا کر اپنے نور کو مکمل کیا ہے یا اہل بیت کو ولایت اور وصیت وخلافت عطاء فرما کر اس کی تکمیل کی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: الکافی ١/ ١٤٩۔

**سوال ۵۷:** ......ایک سوال ہے کہ آپ کے شرعی مفہوم کی بنیاد پر ہم پاتے ہیں کہ ائمہ آل بیت علیہم السلام میں سے صرف چند اشخاص ایسے ہیں جو منصب خلافت پر فائز ہو پائے ہیں۔ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب کہ آپ لوگوں کے یہاں تو بارہ امام ہیں۔باقی ماندہ دس ائمہ کی عدم خلافت کے باعث اتمام نور کہاں گیا؟

**سوال ۵۸:** ......شیعوں کی بعض مذہبی کتابوں میں جعفر الصادق کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ ایک عورت نے آپ سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا: میں ان دونوں کی ولایت کی تسلیم کروں؟ آپ نے کہا تھا: ہاں ان کی ولایت کو تسلیم کرو۔اس عورت نے برجستہ آپ کے سامنے اس وقت کہا تھا کہ جب میں اپنے رب کے روبرو حاضر ہوں گی تو میں رب کریم سے یہ کہوں گی کہ: شیخین کی ولایت کو تسلیم کرنے کا آپ علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے تو حضرت الصادق نے اس عورت سے کہا ہاں! جاؤ تم رب کریم کے روبرو یہی کہنا۔ [1]

باقر کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس وقت بڑے تعجب کا اظہار کیا؟ جب اس نے اُن کی زبانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو صدیق کے لقب سے یاد کرتے ہوئے سنا اس شخص نے دریافت کیا: آپ بھی اس کو صدیق کے لقب سے موصوف کرتے ہیں؟ امام باقر نے جواب دیا۔جی ہاں آپ رضی اللہ عنہ واقعی صدیق ہیں جو شخص دنیا میں آپ کو صدیق کہنا گوارا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی بات کی تصدیق نہ کرے گا؟ [2]

اس کے باوجود شیعہ کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟

**سوال ۵۹:** ......ابوالفرج الاصفہانی نے "مقاتل الطالبین" [3] میں اور الاربلی نے "کشف الغمة" [4] میں اور مجلسی نے "جلاء العیون" [5] میں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ:

---

[1] روضة الکافی، ۱۰۱/۸۔

[2] ملاحظہ ہو مقاتل الطالبین ص ۸۸، ۱۴۲، ۱۸۸ طبعة بیروت۔

[3] ملاحظہ ہو: کشف الغمة، ۶۶/۲۔ [4] الغمة: ۳۶۰/۰.

[5] جلاء العیون ص ۵۸۲۔

ابوبکر بن علی بن ابی طالب نے کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا ہے ان کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوبکر نے بھی ان معرکہ میں شہادت پائی تھی۔ محمد الاصغر کو ابوبکر کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔

شیعہ حضرات ان حقائق کو کیوں چھپاتے ہیں؟ اور ساری توجہ رحضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ہی کیوں مرکوز رکھتے ہیں۔

اس کے پس پردہ یہ سبب پنہاں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی اور صاحبزادے کا نام ابوبکر تھا۔

شیعہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے اور نہ ہی ان کے سیدھے سادے پیروکاروں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہیں آل بیت اور اکابر صحابہ کرام اور ان میں بھی خصوصا ان دعووں کی قلعی نہ کھل جائے اگر آپ کافر اور مرتد ہوتے اور منصب خلافت پر فائز ہو کر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی آل کی حق تلفی کی ہوتو ہم آل بیت کو آپ کے اس نام پر نام رکھتے ہوئے نہ دیکھتے۔

یہ بھی بتایا جائے کہ شیعہ حضرات حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں اپنے بیٹوں کا نام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر کیوں نہیں رکھتے؟

**سوال ۶۰** : ......رسول اللہ تو خاتم الانبیاء تسلیم کرنے سے امامت کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے اور یہ مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی موت کے بعد دونوں صورتوں میں حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شخص اس بات کا عقیدہ رکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس کے بارے اگر یہ کہا جائے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا تو اس اعتقاد کی بنیاد پر مسئلہ امامت وولایت پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس کے ذمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے علاوہ کسی اور کی اتباع لازم نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنت میں داخلہ اس وقت تک کہ ناممکن ہوگا جب

تک وہ امام کی اتباع اور پیروی نہ کرے گا تو یہ اعتقاد نصوص قرآنیہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ نصوص قرآنیہ میں بارہا اس شخص کے لیے جنت واجب قرار دے دی گئی ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا۔ قرآن کریم کی کسی نص میں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے دخول کو امام کی امامت پر ایمان لانے کے ساتھ مربوط کیا ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاO﴾ (النساء: ٦٩)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیقین اور شہداء وصالحین یہ بہترین رفیق اور ساتھی ہیں۔“

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُO﴾ (النساء: ١٣)

”اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اگر ایمان اور کفر کے درمیان امامت ہی حد فاصل ہوتی یا دین میں اس رکن اعظم کی کوئی حیثیت ہوتی کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ بندے کا عمل قبول نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی ان آیات میں اس کا ضرور ذکر کرتا اور اس کی تاکید فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تو تھی کہ اس مسئلہ میں بعد میں اختلافات رونما ہوں گے۔

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو کہتا ہو کہ آیات مذکورہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ضمن میں امامت کا مسئلہ بھی مضمر ہے کیونکہ یہ بات کہنا تفسیر قرآن کے ساتھ ظلم ہے۔ اس دعویٰ کے بطلان کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی گویا کہ اس رب کریم کی اطاعت ہے جس نے ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو تن تنہا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اپنے رسول کی اطاعت کو بھی ذکر کیا ہے۔ رسول کی اطاعت کو الگ طور پر اس لیے ذکر کیا ہے تا کہ عقیدۂ اسلام کے دو اہم ترین ارکان کو واضح کیا جائے جو کہ اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ضروری سمجھا گیا کہ اللہ کی اطاعت کے بعد جنت میں دخول کے لئے بطور شرط اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا ذکر کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مبلغ کی ہے اور نبی کی اطاعت گویا کہ اس ذات کی اطاعت ہے جس نے اُسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بلا شرکت غیرے کامیابی و کامرانی اور جنت کے حصول کو اپنے رسول کی اطاعت اور اس کے حکم کو لازم پکڑنے میں پنہاں رکھا ہے۔

**سوال ٦١ :** ...... نبی کریم ﷺ کے عہد میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو صرف ایک مرتبہ آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کے بعد اپنے آبائی وطن واپس چلے تھے۔ اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ انھوں نے زبان رسالت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے سب بیٹوں اور پوتوں کی ولایت اور امامت کے سلسلہ میں کچھ نہیں سنا تھا۔

کیا ان کا اسلام ناقص کہلائے گا؟ اگر تم لوگ ہاں میں جواب دیتے ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ اگر اس کی اتنی ہی اہمیت تھی تو نبی کریم ﷺ اس بات کے بدرجہ اولیٰ حقدار تھے ان لوگوں کے اسلام کی تصحیح کرتے اور انہیں امامت کے مسئلہ سے آگاہ کرتے۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں کیا کہ انہیں جمع کیا ہو اور عامۃ الناس کے سامنے امامت ولایت یا خلافت کا مسئلہ رکھا ہو۔

**سوال ۶۲:** ...... شیعوں کے نزدیک مقدس ترین کتاب نہج البلاغہ ہے جس کو شیعہ حضرات احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس میں مندرجہ ذیل عبارت موجود ہے۔

امام علی کا نامہ بنام امیر معاویہ۔

''بلا شبہ ان لوگوں نے مجھ سے بیعت خلافت کر لی ہے جنہوں نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بیعت کی تھی اور من وعن انہی شروط پر بیعت کی ہے جن پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے کی تھی، لہٰذا جو شخص موجود ہے اسے اختیار کا حق نہیں اور جو غائب ہے اسے روگردانی کا حق نہیں۔ جہاں تک مجلس شوریٰ کا تعلق ہے وہ مہاجرین وانصار دونوں پر مشتمل ہے اگر مہاجرین وانصار کسی ایک شخص پر اجماع کر کے اُسے اپنا امام نامزد کر دیں تو اللہ کے لئے اس کی رضامندی کی دلیل ہے اگر کوئی شخص ان کی ذات پر لعن وطعن کرتے ہوئے یا بدعت کی راہ ایجاد کرتے ہوئے بغاوت کرتا ہے تو انصار ومہاجرین کو حق پہنچتا ہے کہ اسے راہ استقامت یا جادۂ حق پر واپسی کے لیے دعوت دیں اگر وہ اسے قبول کرتا ہے تو ٹھیک وگرنہ مؤمنین کے راستہ سے بغاوت کرنے کی وجہ سے اس سے اعلان جنگ کر دیں اور اے معاویہ اگر تم عقل وخرد سے کام لیتے ہوئے ہوائے نفس کو پس پشت ڈالتے ہوئے سوچو تو تم مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تمام لوگوں سے بڑھ کر بری پاؤ گے اور تمہیں یقینی طور پر اس بات کا علم ہو جائے گا کہ میں ان سے الگ تھلگ ہوں البتہ اگر تم مجھ پر ظلم وزیادتی کے درپے ہو جاؤ تو یہ اور بات ہے، تمہیں جو سمجھ میں آئے وہ کرو! والسلام۔'' [1]

مذکورہ عبارت میں ان باتوں کی دلیل ہے۔

(۱) امام کا انتخاب مہاجرین وانصار کی رائے شماری اور اجماع پر ہوا کرتا تھا اس کا شیعوں کے والے رکن اعظم کے سے دور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی طریقہ پر بیعت خلافت ہوئی جس طریقہ پر حضرات خلفاء

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب صفوة شروح نهج البلاغة، ص ۵۹۳۔

راشدین حضرت ابوبکر وحضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت ہوئی تھی۔

(۳) مذکورہ عبارت اس بات کی شہادت ہے کہ مجلس شوریٰ حضرات مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین ہی سے عبارت تھی، یہی ان کی فضلیت، ان کی علو مرتبت اور اللہ کے نزدیک مقرب ترین ہونے کی دلیل ہے۔

(۴) کسی امام پر مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) کا اتفاق اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کا پرتو ہے لہٰذا یہاں کسی کی حق تلفی یا بیجا دخل اندازی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ اس پر کس طرح راضی ہوسکتا ہے؟

(۵) شیعہ حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن وطعن کرتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں مگر ہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان خطوط تک میں سے کسی خط میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن وطعن کا اشارہ تک نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ان سب سے راضی ہے اور اس نے ان کے دلوں میں موجود خلوص، ایمان اور محبت رسول وغیرہ کو بھی جان لیا ہے اب شیعہ کے لیے یہ بات کس طرح لائق ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر سے کفر وانکار کریں اور اللہ تعالیٰ کے برخلاف دعویٰ کریں؟ گویا یہ کہہ رہے ہیں:

اے پروردگار! ان کے بارے میں جو ہم جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتا۔ العیاذ باللہ!

**سوال ٦٣:** ......ہم شیعہ حضرات کو دیکھتے ہیں کہ وہ کبار صحابہ کرام کو گالی گلوچ کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ہم ایک بھی اہل سنت کو نہیں دیکھتے ہیں آل بیت میں سے کس ایک کو بھی سب وشتم کرتا ہو؟ بلکہ وہ تو ان کی محبت کے باعث اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا شیعہ حضرات انکار نہیں کرسکتے خواہ وہ دروغ گوئی کی بھی کوشش کریں۔

**سوال ٦٤:** ......شیعہ کتب کے مطابق اللہ نے شہادت حسین کے متعلق فرمایا ہے

”لقد رضی اللّٰہ عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینة علیھم واثابھم فتحا قریباً .“

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنین سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس کو معلوم کر لیا اور ان پر اطمیان نازل فرمایا۔

**سوال ٦٥**: ......شیعہ حضرات اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت ابوبکر وعمرو عثمان رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی۔ جس کو بیعت رضوان کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی رضا وخوشنودی کا اعلان فرما دیا اور ان کے دلوں میں صدق وصفا کے جو جذبات تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی اپنی واقفیت کا اظہار کر دیا[1] ہمارا سوال ہے کہ شیعہ حضرات کس بنیاد اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ بھیجی ہوئے اس حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور بزعم خود اس حقیقت کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں؟ گویا زبان حال سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اے رب کریم اس حقیقت سے تو واقف نہیں ہے جسے ہم جانتے ہیں ”العیاذ باللہ!

**سوال ٦٦**: ......شیعہ حضرات کی مقدس کتابیں اس بات کی شہادت دینے کے لئے کافی ہیں کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہہ کر اللہ سے تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں صحابہ کرام میں سے خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اجمعین، کو وہ لوگ لعن وطعن کا نشانہ بناتے ہیں سنیوں میں سے کسی ایک سنی کے بارے میں بھی یہ بات ہمارے گوشۂ ذہن میں نہ ہوگی کہ وہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی گلوچ کرنے کی جرات کرے گا واللہ یہ بڑی جرات کی بات ہے بلکہ اہل سنت والجماعت کا ہر ہر فرد اہل بیت علیہم السلام سے محبت وموالاۃ کا اظہار کر کے عنداللہ تقرب کا خواہاں ہوتا ہے۔

---

[1] اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ (الفتح: ١٨)

اس حقیت کا شیعہ حضرات انکار نہیں کر سکتے اور تقیہ میں بھی اس بات کو وہ جھٹلا نہیں سکتے کیوں کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔

**سوال ٦٧** : ......شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہادت کے بارے میں بارہا یہ بات دہراتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ معرکہ کربلا میں پانی کے ایک ایک قطرے کو ترس گئے اور اسی پیاس کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اسی لئے ہم جگہ جگہ شیعوں کی وقف کردہ سبیل میاہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھتے ہیں کہ پانی سیر ہو کر پیو اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس کو ذہن نشیں رکھو۔

ہمارا سوال ہے کہ شیعوں کے اعتقاد کی بنیاد پر اگر ائمہ کرام علم غیب سے بہرہ ور تھے تو کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ معرکہ کربلاء کے درمیان پانی کی ضرورت کو اس سے قبل نہ جان سکے؟ اور ان کو اس بارے میں علم نہ ہو سکا کہ وہ پانی کے ایک ایک قطرہ کو ترس جائیں گے اور اس کی وجہ سے انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑے گا، لہٰذا اس بحران کے تدارک کے لئے پانی اتنی مقدار جمع کر لیتے کہ دوران معرکہ وہ ان کی ضروریات کے لئے کافی ہوتا۔

دوران جنگ پانی مہیا کرنا بھی جنگ کے لئے اسباب اختیار کرنے کی قبیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ٦٠)

''تم ان سے مقابلہ کے لئے اپنی استطاعت بھر قوت تیار کر لو اور گھوڑوں کو تیار کرو تا کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو۔''

تو کیا جنگ کے دوران پانی کا انتظام کرنا جنگی حکمت عملی میں سے نہیں ہے اور کیا جنگ کے اسباب اختیار کرنے کے ضمن میں اس کا شمار نہیں ہوتا؟

**سوال ٦٨** : ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دین اسلام کی تکمیل ہو گئی تھی۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ: ۵/ ۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔''

**سوال ۶۹:** ......شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا مقصود ہی ریاست اور ملک پر قبضہ کرنا تھا جس کے حصول میں انہوں نے دوسروں پر ظلم کیا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ ان خلفاء نے کسی مسلمان سے قتال کیا ہے۔ان کی تو تمام جنگیں کفر کے خلاف تھیں۔انہوں نے قیصر کے غرور کو خاک میں ملایا تھا، کسریٰ کے شہروں کو زیرِ نگین بنایا تھا۔اسلام کو مستحکم کیا تھا، اہل ایمان کو سر بلند بنایا تھا جب کہ ان کے مقابلے میں کفر اور اہل کفر ذلیل و رسوا ہوا تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس معاملے میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم سے پیچھے رہے ہیں کیونکہ ان کے دورِ خلافت میں بلوائیوں نے انہیں قتل کرنا چاہا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں سے لڑائی کی اور نہ ہی اپنی خلافت وریاست کو بچانے کے لیے کسی مسلمان کو قتل ہی کیا۔

جب اس خلافت کو بھی ظلم سے تعبیر کیا جائے گا تو لازم ہے کہ علی کی خلافت پر یہ الزام لگایا جائے کیونکہ اس دور میں بہرحال مسلمانوں کی آپس میں جنگیں ہوئی تھیں۔

**سوال ۷۰:** ......قادیانیوں نے اپنے نائب کے لیے نبوت کا دعویٰ کر کے کفر کا ارتقاب کیا ہے لہٰذا سوال یہ ہے کہ ان قادیانیوں کے درمیان اور ان شیعہ کے درمیان کیا فرق ہے جو اپنے ائمہ کے لیے انبیاء کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا دعویٰ کرتے ہیں!

کیا یہ کفریہ دعویٰ نہیں ہے؟! کیا وہ ہمارے سامنے اور رسول کے درمیان چند جوہری فرق بیان کرنا پسند کریں گے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس لیے تشریف لائے تھے کہ آپ ان ائمہ کی بشارت سنائیں جن کے اقوال آپ کے اقوال کی مانند ہوں گے اور ان کے افعال آپ کی مثل ہوں گے اور وہ آپ ہی کی طرح معلوم ہوں گے؟

**سوال ۷۱:** ......رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر حجرہ عائشہ میں دفن کیا گیا؟! حالانکہ تم......انہیں العیاذ باللہ......کفر، فسق اور نفاق سے متہم کرتے ہو؟! کیا یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے ساتھ محبت

اور رضامندی کی واضح دلیل نہیں ہے؟

**سوال ۷۲:** ......ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے درمیان کس طرح دفن کر دیا گیا حالانکہ وہ دونوں تمھاری نظریں میں کافر ہیں؟! اور مسلمان کو کافروں کے درمیان دفن نہیں کیا جاتا، علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے؟! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی تمھارے دعوے کے مطابق کافروں کی ہمسائیگی سے حفاظت نہیں فرمائی!

**سوال ۷۳:** ......ہم سب کو بخوبی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ افک کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا حکم اپنی کتاب کریم میں نازل فرمایا ہے انہیں تہمت سے مبرا قرار دے کر رہتی دنیا تک آپ رضی اللہ عنہا کی عزت وناموس کو دوام بخش دیا ہے۔ اس کے باوجود بعض غالی قسم کے شیعہ اب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس تہمت سے متہم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں انہیں مبرا قرار دیا ہے اور ان کو شیعہ خیانت سے متصف کرتے ہیں [1] سیدہ عائشہ پر بہتان باندھنا دراصل رسول اللہ کی ناموس پر حملہ ہے بلکہ اس جراءت سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی زد پڑتی ہے۔ کیا وہ اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دیتا کہ ان کی شریک حیات نعوذ باللہ خائنہ ہے؟ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ نبی کی بیوی خائنہ ہو یہ شیعوں کا اسلام اور مسلمانوں کو داغدار کرنے کا محض پروپیگنڈہ ہے۔ کیسا ہی بدترین مذہب ہے جو زوجات رسول ﷺ کی عزت وعصمت کو داغدار کرنے کی پلاننگ کرتا ہے اور امہات المؤمنین کی ناموس کو اپنے ناپاک اغراض ومقاصد کی خاطر آلودہ کرنے کی تگ ودو کرتا ہو۔

شیعہ حضرات کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی اور ان کے دونوں صاحبزادے مشکل کشا ہیں جو مصائب وآلام کے وقت ان کے کام آتے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر وہ مشکل کشا ہیں تو اپنی زندگی میں جب ان لوگوں کو مصائب اور مشکلات کا سامنا پڑا تھا اس وقت ان لوگوں نے خود اپنی

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر قمی ۲/۳۷۷، البرھان للبحرانی ٤/۳٥۸۔

مشکل کشائی کیوں نہیں کی؟

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امن وامان نہ ہوسکا اور ان کا عہد خلافت خانہ جنگی کی نذر ہوگیا۔ اس کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو جام شہادت بھی نوش فرمانا پڑا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے مجبوراً دست بردار ہونا پڑا۔ بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جانکاہ واقعہ پیش آیا، اس کے باوجود ان کا مشن کامیاب نہ ہوسکا حتیٰ کہ ان کے بعد بھی خانہ جنگی کا تسلسل قائم رہا۔

ہمارا سوال ہے کہ مذکورہ مشکلات اور مصائب کے وقت ان اصحاب کے خارق عادت کارنامے کہاں چلے گئے اور انہوں نے ان پُرمصائب مواقع پر اپنی خارق عادت چیزوں کو، خود اپنی مشکل کشائی کے لئے پیش کیوں نہیں کیا؟

**سوال ۷۴:** ......شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل شیعوں کی روایت کے مطابق حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان کی خلافت اور امامت کی نص بھی متواتر ہے۔ یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ وہ شیعہ رواۃ جو صحابہ کرام کے دور کے نہیں ہیں اور انہوں نے نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہی کیا ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سماعت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حدیث بیان کرنا مرسل کے حکم میں ہے اور اگر انہوں نے صحابی کی طرف نسبت کے بغیر اس حدیث کی روایت کی ہے تو وہ حدیث منقطع ہے۔ اس حدیث کو حدیث صحیح نہیں کہا جاسکتا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صحابہ کرام سے راہ ورسم رکھنے والے شیعہ رواۃ کی تعداد دس سے زیادہ نہیں۔ علاوہ ازیں ان دس کے دس شیعہ کا صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ روایت کرنا ثابت بھی نہیں ہے! تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن سے شیعہ حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل نقل کئے ہیں، ان پر شیعہ حضرات قدغن لگاتے ہیں اور ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔

شیعہ حضرات ان جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں، جن کی قرآن کریم نے مدح سرائی کی ہے، حد سے زیادہ تجاوز کرنے اور ان پر بہتان بازی اور الزام تراشی کرنے، ان کو کتمان حق کے کا مجرم قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ لہٰذا شیعہ رواۃ کے اس قلیل گروہ جس پر جھوٹ کا الزام لگانا زیادہ آسان اور زیادہ مناسب ہے۔

**سوال ۷۵:** ......شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کا مقصد حصول تخت و تاج کے لیے تھا ان لوگوں نے دوسروں پر ظلم و زیادتی کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے کبھی بھی حکومت اور ولایت کے لئے کسی مسلمان سے جنگ و جدال نہیں کیا بلکہ جن سے جنگ و جدال کیا تو وہ یا تو مرتدین تھے یا کفار و مشرکین!

**سوال ۷۶:** ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت منصوص علیہ ہے اور ان کے منصب خلافت کے استحقاق کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے لیکن صحابہ کرام نے اس پر پردہ ڈال کر اسے چھپا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان احادیث تک کا کتمان نہیں کیا ہے جن سے شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوسٰی ''کہ تمہاری حیثیت میرے نزدیک ایسی ہے جیسے حضرت ہارون کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک۔'' اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں ہمارا سوال ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس قسم کی احادیث کا کتمان نہیں کیا تو یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں اس قسم کی آیات کا کتمان کیا ہے؟

**سوال ۷۷:** ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ حق ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ

(ا) تمام صحابہ کرام نے بالاتفاق آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرمانبرداری کرنے، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کو بجا لانے اور آپ کی مخالفت سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے مستحق نہ ہوتے تو یہ لوگ آپ کو قطعاً خلافت کے منصب پر فائز نہ کرتے اور ایک لمحہ کے لئے

بھی آپ کو خلافت کرنے نہ دیتے اور نہ ہی آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے کیونکہ یہ لوگ تقویٰ و پرہیزگاری، زہد وورع، دین وایمان میں اپنی مثال آپ تھے ان کو اللہ کے بارے میں لعنت ملامت کرنے والے کی کچھ بھی پرواہ نہیں تھی لہٰذا ان لوگوں کا بالاجماع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ برحق خلیفہ ہیں۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورانِ خلافت نہ تو ان کی مخالفت کی نہ ہی ان سے جنگ وجدال کیا اور نہ ہی ان کے خلاف صف آرائی کے لئے کبھی کمربستہ ہونے کی کوشش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس موقف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ

یا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدال کا معاملہ محض فتنہ وفساد کے ڈر سے ترک کردیا

یا آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بے بس ولاچار تھے۔

یا آپ کو علم تھا کہ حق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ ہے۔

یہ بات تو ناممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت محض اس لئے ترک کی کہ انہیں فتنہ وفساد اور خانہ جنگی کا خطرہ تھا کیونکہ جب ان کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بہت بڑی تعداد اس جنگ کی نذر ہوگئی، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس بنیاد پر جنگ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا میں حق پر ہوں۔

یہ بات بھی ناممکن ہے کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے اور عاجز محض تھے کیونکہ جن لوگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ کی مدد کی تھی وہ تمام کے تمام سقیفہ کے موقع پر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے کے دن، اور شوریٰ کی مجلس کے دن سب کے سب حالت ایمان پر قائم تھے اگر ان کو اس بات کا ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں تو وہ سارے کے سارے صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے کیونکہ امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدال کرنا آسان تھا۔ یہاں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ حق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں خلافت وامامت کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔

**سوال ۷۸** : ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر اور مرتد تھے۔ اس دعویٰ کی بنیاد پر حضرت علی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی ذات بھی اس دعویٰ کی زد میں آتی ہے۔ کیونکہ شیعوں کے اس دعویٰ کی بنیاد پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتدین سے مغلوب ہوگئے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے عاجز آکر زمام حکومت انہیں کو سونپ دی تھی۔ جبکہ تاریخی صفحات شاہد ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتدین سے باقاعدہ جنگ لڑی اور ان کی سرکوبی کر کے انہیں حق کے سامنے جھکنے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ کفار کے مقابلہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ کی جو مدد آئی، اس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش نصیب محسوس نہیں ہوتے ہیں؟ کیونکہ انہیں مرتدوں پر فتح نصیب ہوئی تھی شیعہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرتدین، مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو جنگ ہوئی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عاجز اور بے بس نظر آئے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف سے کام لینے والا ہے اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا ہے۔ لہٰذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کیوں کر اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل قرار پاتے ہیں؟ بلکہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی فوجوں نے کفار کے لشکروں کے لشکر کاٹ ڈالے اور ان کو فتح ونصرت حاصل ہوئی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابل مرتدین کے مقابلے میں عاجز وبے بس رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾

(آل عمران : ۱۳۹)

''اور تم سستی کا مظاہرہ نہ کرو اور کبیدہ خاطر نہ ہو تم ہی غالب اور فتح یاب ہو گے اگر تم ایماندار رہے۔''

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۵)

''پس تم بودے بن کر صلح کی درخواست پر نہ اتر آؤ جبکہ تم ہی بلند و غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے یہ ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کر دے۔''

بالآخر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ارادے سے باز رکھنے یا اپنے ملک سے باہر نکال بھگانے میں ناکامی اور بے بسی کا شکار ہو گئے تو انہوں نے ان سے صلح کی پیش کش کی اور ان سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے موقف پر قائم رہے گا اور اپنے دائرے میں کام کرتا رہے گا۔ یہاں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کے مطابق اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء مؤمن تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مرتد تھے تو اس کا حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہی غالب اور فتح یاب ہوئے ہوں اور ان کے مدمقابل لوگ ناکام و نامراد ہوئے ہوں جبکہ ایسا نہیں ہے۔

**سوال ۷۹:** ......اگر ہم تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کے آئینہ میں شیعہ حضرات کے عقائد کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ شیعہ حضرات کے بس کی بات نہیں کہ وہ جناب علی کے ایمان و عدل کو ثابت کر سکیں جب ان کو خوارج وغیرہ کہتے ہیں کہ علی مومن نہیں بلکہ کافر اور ظالم تھے اس وقت تشیع کو اہل سنت بننا پڑتے ہے کیونکہ جو روایات علی رضی اللہ عنہ کے ایمان پر شاہد ہیں انہی سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔

اگر شیعہ ان احادیث سے استدلال کریں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام، ہجرت اور جہاد کے بارے میں حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں تو بالکل وہی احادیث خلفاء ثلاثہ کے ایمان ہجرت اور

جہاد پر تواتر کے ساتھ دلالت کرتی ہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ و بنی عباس کے خلفاء اسلام، نماز، روزے اور جہاد پر دلالت کرتی ہیں۔

اگر شیعہ خلفاء ثلاثہ میں سے کسی ایک کے بارے میں منافق ہونے کا دعویٰ کریں تو خارجی شخص کے لئے بھی اس بات کا پورا امکان ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منافقین کی صف میں شمار کرے۔ اس وقت اے شیعہ حضرات! تمہارا کیا جواب ہوگا تم کہاں سے اپنے عقیدہ کی صفائی پیش کروگے؟ اور اگر شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ کے بارے میں کوئی شبہ یا شوشہ چھوڑتے ہیں تو خوارج کے پاس بھی بے شمار ایسے شبہات ہیں جو شیعہ حضرات کے شبہات سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہیں؟ اور اگر شیعہ حضرات اس دروغ کا سہارا لیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی منافق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے، اور ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو حسب امکان بگاڑ ڈالا ہے تو خارجی کے لئے بھی اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی بات کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چچازاد بھائی سے عداوت اور حسد رکھتے تھے کیونکہ زیادہ تر خاندانی لوگوں سے ہی عداوت اور حسد ہوا کرتا ہے گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ دین اسلام کا قلع قمع کردینا چاہتے تھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کی ایک نہ چل پائی اور خلفائے ثلاثہ کے دور میں بھی ان کا بس نہ چل سکا اور جب وہ مجبور ہو گئے تو انہوں نے خلیفہ ثالث کے قتل کی سازش کی اور ان کو قتل کر کے فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دی، گویا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور امت محمدیہ کی ایک بہت بڑی تعداد میں محض اپنے بغض و عدوات کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے قتل و غارت گری کے بازار کو گرم کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان منافقین کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے جو آپ کے بارے میں الوہیت اور نبوت کے دعوے رکھتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ اور ہوتا تھا اور اظہار کچھ اور کرتے تھے گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ تقیہ پر عمل کرتے تھے اسی لئے باطنی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے متبع اور پیروکار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے محرم راز ہیں جو آپ سے باطنی قصے اور کہانیاں گھڑتے ہیں اور آپ

کی طرف نسبت رکھنے کے جھوٹے دعویدار ہیں۔

اگر شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کی عدالت کو نص قرآنی سے ثابت کرنا چاہیں تو ان سے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کا خطاب عام ہے اگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شامل ہو تو وہ ان کے علاوہ دوسروں کو آپ سے بڑھ کر شامل ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کی عدالت کا اس سے ثبوت فراہم ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ دوسرے لوگوں کے ایمان اور عدالت کے ثبوت اس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم کسی بھی آیت کے شیعہ حضرات اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس بات کا بھی پورا امکان موجود ہے کہ اسی آیت کو حضرات صحابہ کرام یا اس جیسی دوسری آیت شیخین کے ساتھ مخصوص ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور حضرت شیخین بارے میں دعویٰ کسی تیسرے کے لیے مقابلے میں زیادہ ممکن ہے۔ لہٰذا شیعوں کا دعویٰ ہی بے بنیاد ہے اور حضرات شیخین کے بارے میں اگر یہی دعویٰ کیا جائے تو قرین قیاس ہے اور اس کا امکان قوی ہے۔

اگر شیعہ حضرات یہ کہیں کہ اس کا ثبوت نقل روایت سے فراہم ہوتا ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ عقلی و نقلی روایات وآثار ان حضرات ثلاثہ کے بارے میں کہیں زیادہ بھی ہیں اور مشہور و معروف بھی ہیں اور اگر شیعہ اس بات کا دعویٰ کریں کہ یہ تواتر کے ساتھ منقول ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرات ثلاثہ کے بارے میں تواتر مستند اور صحیح ترین روایات سے منقول ہے اور اگر شیعہ حضرات آثار صحابہ کو بنیاد بناتے ہیں تو حضرات ثلاثہ کے مناقب وفضائل کے بارے میں آثار صحابہ کی بہتات ہے جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

**سوال ۸۰:** ......شیعہ کا خیال ہے کہ حضرت علی ہی سب سے زیادہ امامت کے حق دار تھے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہیں زیادہ ہیں۔ تب ہم یہ کہیں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل معلوم ہیں مثلاً اسلام میں سبقت لے جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنا اور علم وفضل اور زہد وورع ساتھ ہی ان کے علاوہ حسن

و حسین رضی اللہ عنہما سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن عمر اور ان کے علاوہ دوسرے مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے فضائل بھی موجود ہیں۔

شیعہ نے علی الاعلان دروغ گوئی کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کو درست سمجھا ہے تو ان لوگوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی افضلیت کا ثبوت پیش کریں خواہ وہ دروغ گوئی اور تہمت ترازی کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۝ ﴾ (الاسراء: ۳۳)

''اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہئے کہ قتل میں زیادتی نہ کرے، بیشک مقتول کا وارث مدد دیا گیا ہے۔''

اس آیت کی رو سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یہ کہیں گے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مظلوم زمانہ ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خوں بہا لینے میں اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نصرت و مدد کی ہے۔

**سوال ۸۱:** ......شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زبردستی چھین لی تھی اور انہیں منصب خلافت سے محروم رکھنے کی سازش کی۔ یہ ان کا معروف ومشہور جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔

ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ممبران مجلس شوریٰ کے ضمن میں، منتخب فرمائیں۔ان کے لئے بالکل ممکن تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ کے لئے منتخب نہ کرتے جیسے کہ انہوں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے معزول کر دیا تھا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو اس منصب پر فائز کرتے تو کس کی ہمت

تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر چوں و چرا کرتا؟

لہٰذا حقیقی بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے ان کو ان کے مقام پر فائز کرنے میں نہ تو کوئی مبالغہ آرائی کی ہے اور نہ ہی کوئی کوتاہی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ایسا تصرف کیونکر صادر ہوسکتا ہے؟ انہوں نے ترتیب وار جس کا حق بنتا تھا ان کو یکے بعد دیگرے "الافضل فالا فضل" کے قاعدہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بہترین ضابطہ اپنایا تھا اور انہیں ان کے ہم درجہ لوگوں کے برابر مقام ہی عطا فرمایا تھا۔

اس بات کی مزید تاکید کے لئے یہ دلیل کافی وشافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سانحۂ شہادت کے بعد جب منصب خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو مہاجرین وانصار نے جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کردی۔ ان میں سے کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی امامت کے منصوص علیہا ہونے کی خلاف ورزی پر توبہ کی ہو؟ یا کسی نے یہ کہا ہو کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں وارد نص قطعی اب یاد آئی ہے جو میرے گوشۂ دماغ سے محو ہوگئی تھی؟

**سوال ۸۲:** ......انصار رضی اللہ عنہم اجمعین نے خلافت کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے تعارض کیا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت کی، پیش کش کی اس وقت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے نہ انہوں نے مہاجرین کا ساتھ دیا اور نہ انصار ہی کا۔ اس کے بعد سب انصار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف متفقہ طور پر رجوع کیا، ان کے اس رجوع تین اسباب ہوسکتے ہیں

۱: یا قوت وطاقت سے رجوع ہوا ہے۔

۲: یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق ظاہر ہوگیا تھا۔

۳: یا انہوں نے بغیر کسی وجہ کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم کی۔

اس کے علاوہ بیعتِ صدیق اور چوتھی کوئی توجیہ نہیں ہوسکتی۔

اگر شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ انصار نے طاقت کے دباؤ پر ان کی بیعت کی تھی حالانکہ مہاجرین و انصار کے درمیان کوئی معمولی سا تنازعہ بھی نہ تھا اور یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ انصار کو مرعوب کیا گیا ہو کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ کسی سے دب کر بات کریں۔ انصار کے پاس اس وقت دو سو سے زائد مشہور جنگجو اور شہسوار موجود تھے اور سارے کے سارے ایک قبیلہ کی ایک ہی شاخ سے تعلق رکھتے تھے، ان کی بہادری اور شجاعت کے دور دور تک چرچے تھے، ان کو آٹھ سال کا جنگی تجربہ بھی تھا کیونکہ انہوں نے پورے آٹھ سال عالم عرب کے تمام قبائل سے پیہم جنگ وجدال میں گزارے تھے۔ موت سے نبرد آزما ہونا ان کے لئے آسان تھا تلواروں کی چھاؤں میں وہ پلے بڑھے تھے، جنگ مؤتہ سی جنگوں میں وہ قیصر روم سے ٹکر لے چکے تھے لہٰذا یہ بات ناممکن تھی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے صرف دو ساتھیوں سے خوف زدہ ہو جائیں۔ جن کے پاس نہ کوئی رعب ودبدبہ تھا نہ ہی کوئی خاندانی جاہ وحشمت تھی۔ نہ ہی مال ودولت کی بہتات تھی نہ جاہ وجلال کی دھاک تھی کہ بہ دل ناخواستہ ان کو بیعت کرنا ہی تھی۔ اس کے برخلاف انہوں نے بلا کسی تردد کے بیک آواز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت کی تھی۔

اسی طرح یہ بات بھی ناممکن ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم اجمعین یونہی اپنے حق خلافت سے دست بردار ہو جائیں کہ خلافت کا حق ابوبکر ہے اور اپنے چچا زاد کی بیعت سے باز آجائیں اور یہ بات بھی بعید از امکان ہے کہ اتنا بڑا جم غفیر کسی رائے کے باطل ہونے کے باوجود، جبکہ کسی قسم کا خطرہ تک نہ ہو، اس بات سے اتفاق کر لیں اور نہ ہی مال ودولت یا جاہ ومنصب کی خواہش تھی بنیاد پر انہوں نے زمام حکومت ایسے شخص کے ہاتھ میں سونپ دی تھی جس کا نہ تو کوئی قبیلہ تھا اور نہ ہی کوئی جاہ وجلال اور نہ خدم وحشم تھے۔

لہٰذا یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انصار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف اس لئے رجوع کیا تھا کہ ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی دلیل موجود تھی۔ کسی اجتہاد وقیاس یا ظن وتخمین کی بنیاد پر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس حجت اور دلیل کے پیش نظر انصار نے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی، جومبنی بر حقیقت تھی۔

جب انصار کے قبیلہ میں خلافت ہونے کا شبہ زائل ہو گیا اور ان کے لیے ریاست کا حق ختم ہو گیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے، وہ کون سی وجہ ہے جس نے تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ متفقہ طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد صریح نص کا انکار کریں؟ اور یہ بات ناممکن ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ان کی آراء و خیالات سے ہم آہنگ ہو جائیں جنہوں نے ان پر ظلم کیا ہے اور خلافت پر ڈاکہ زنی کر کے ان غصب کیا ہے!

**سوال ۸۳:** ......شیعوں کا خیال ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تخت خلافت سے محروم رکھنے میں کامیاب ہوئے ہمارا سوال ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کون سے فوائد دستیاب ہوئے تھے؟

اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذاتی مفاد ہی مقصود تھی تو انہوں نے اپنے بعد اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو خلافت کے منصب کے لئے جانشین نامزد کیوں نہیں کیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم نے کیا تھا؟

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد میں سے کسی ایک بیٹے کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد منتخب کیوں نہیں کیا تاکہ وہ ان کا جانشین ہو کر ان کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو سکیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا؟

**سوال ۸٤:** ......ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، گویا ان کی نانی جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئیں اور ان کے دادا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوئے۔

یہاں شیعوں کے لئے باعث عار سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بات باور کی جا سکتی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نواسہ ملعون ہو؟ کیونکہ شیعوں کے نزدیک بنی امیہ جس میں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی شمار ہوتا ہے، ملعون ہیں۔

کیا ایسا ممکن ہے؟ حاشا وکلا ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ❶

**سوال ۸۵:** ......شیعہ حضرات اپنے ائمہ کرام کے لئے عصمت اور تقیہ کے اوصاف اکٹھے رکھتے ہیں حالانکہ یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں جس طرح آگ و پانی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے، اے شیعہ حضرات تمہارے ائمہ کی ایسی عصمت سے کیا فائدہ جس کے قول وعمل کی صحت و درستی کا کوئی پتہ نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تمہارا ۹۰ فیصد دین تقیہ سے عبارت ہے۔

چونکہ تم تقیہ کو مرتبہ اور ثواب کے اعتبار سے نماز کے برابر گردانتے ہو بایں طور کہ تمہارا کہنا ہے کہ تقیہ کا تارک نماز میں کہ تارک کی مانند ہے ❷ اور دین کا نوے فیصد حصہ تقیہ ہے ❸ اس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں کہ تمہارے ائمہ کرام نے اس نوے فیصد دین پر عمل درآمد کیا ہے، جو تقیہ میں رکھا گیا ہے اور تقیہ پر عمل پیرا ہونا ان کی مزعومہ عصمت کی نفی کی بین دلیل ہے لہٰذا تمہارے ائمہ خود تمہارے اعتقاد کے مطابق معصوم نہیں رہے۔

**سوال ۸۶:** ......شیعوں کے اقوال اجتماع ضدین کا پرتو ہیں وہ اپنے ائمہ کی امامت پر حدیث ثقلین ❹ سے استدلال کرتے ہیں (ثقلین سے مراد اہل بیت اور قرآن مجید ہے) عجیب اتفاق ہے کہ جو شخص ثقل اصغر پر نقد کرتا ہے شیعہ اس کو کافر کہتے ہیں اور جو شخص ثقل اکبر پر نقد کرتا ہے شیعہ اس کو کافر نہیں کہتے۔

**سوال ۸۷:** ......شیعوں کا خیال ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سوائے معدودے چند اشخاص کے جن کی تعداد سات سے زیادہ نہیں پہنچتی مرتد ہوگئے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے

---

❶ ملاحظہ ہو: الکافی: ۵/ ۷۔ اور کتاب سلیم بن قیس، ص ۳۶۲۔

❷ بحار الانوار ۷۵/ ۴۲۱ اور مستدرك الوسائل ۱۲/ ۲۵۴۔

❸ اصول الکافی ۲/ ۲۱۷ اور بحار الانوار ۷۵/ ۴۲۳۔

❹ حدیث ثقلین سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (انی تارك فیكم الثقلین! كتاب الله وعترتی اهل بیتی) اخرجه الترمذی (۵/ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ "بلاشبہ میں تمہارے اندر دو بھاری اور قابل قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنی اولاد، یعنی اپنے اہل بیعت۔"

کہ باقی اہل بیت کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا، مثلاً اولاد جعفر اور اولاد علی رضی اللہ عنہما وغیرہ کیا ہیں یہ لوگ بھی مرتدین کی صف میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی بزعم شیعہ مرتدین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں؟ کیا ایسا ممکن ہے؟

**سوال ۸۸:** ......حدیث مہدی میں وارد ہے کہ اگر دنیا میں صرف ایک دن کے علاوہ، کچھ بھی باقی نہ رہے تب اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کرتا جائے گا، یہاں تک کہ اس شخص کو مبعوث کرے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ جس کا نام میرے نام سے ہم آہنگ ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام والا ہوگا۔ [1]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی، ہم سب کو معلوم ہے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کہ شیعوں کے نزدیک امام مہدی کا نام محمد بن حسن ہے یہ ایک بہت ہی عظیم اشکال ہے۔

شیوخ شیعہ میں سے کسی ایک شخص نے اس اشکال کو بڑے ہی پر لطف جواب کے ساتھ حل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونواسے تھے (۱)...... ابومحمد الحسن۔ (۲)...... ابوعبداللہ الحسین۔ اور چونکہ الحجۃ۔ مراد مھدی المنتظر حضرت حسین کی اولاد سے ہوں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت پر لفظ اسم کا اطلاق کیا ہے تاکہ ان کا نام اس کے والد کے نام کے مطابق ہو جائے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کا لفظ بول کر دادا مراد لیا ہے)۔ [2]

**سوال ۸۹:** ......شیعوں کے امام مہدی المنتظر کے بارے میں متضاد اقوال امام مہدی المنتظر کی ماں کون ہے؟

کیا یہ وہی باندی ہے جس کا نام نرگس ہے! یا اس کا نام صقیل ہے۔ یا وہ ملیکہ نامی باندی ہے۔ یا یہ باندی خمط نامی ہے۔ یا اس باندی کا نام حکیمہ ہے۔ یا اس کا نام ریحانہ ہے یا سوسن ہے۔ یا وہ مریم نامی آزاد عورت ہے یہ تو امہدی کی ماں کے ناموں کی فہرست ہے۔

---

[1] اخرجه ابوداؤد ٤/١٠٦ ـ وصححه الالبانی فی صحیح الجامع: ٥١٨٠ ـ

[2] ملاحظہ ہو۔ کشف الغمة فی معرفة الائمة للاربلی) (٢٢،٣ ـ

## مہدی کی ولادت کب ہوئی ؟:

کیا آپ کی ولادت اپنے والد کی وفات کے ۸ ماہ بعد ہوئی یا اپنے والد کی وفات سے قبل ۲۵۲ھ ۲۵۸ھ میں ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ یا اس کی پیدائش ۲۵۷ھ میں ہوئی یا ۲۵۸ھ میں۔ جہاں تک مہینے کا مسئلہ ہے تو اس کی ولادت ۸/ ذی القعدہ کو ہوئی یا وہ ۸ شعبان کو پیدا ہوئے یا وہ ۱۵ شعبان کو اس دنیا میں تشریف لائے؟ یا آپ کی پیدائش ۱۵ رمضان کو ہوئی۔۔

## رحم مادر میں اس کے استقرار کی کیا کیفیت تھی؟

کیا اس کی والدہ نے اسے پیٹ میں رکھا جیسے ساری عورتیں حاملہ ہوتی ہیں یا اس کا حمل والدہ کے پیٹ کے بجائے اس کے پہلو میں قرار پایا، یعنی دوسری عورتوں سے مختلف خارق عادت کے طور پر اپنی کوکھ میں بطور حمل ایک مدت تک اٹھائے رکھا۔

## والدہ کے پیٹ سے کس کیفیت میں پیدائش ہوئی ؟:

اپنی والدہ کے پیٹ سے ان کی پیدائش ایسے ہی ہوئی جیسے تمام عورتوں کے پیٹ سے بچوں کی ولادت ہوتی ہے یا اس کی ولادت خارق عادت کے طور پر ماں کے ران سے ہوئی ہے؟

## اس کی نشو ونما کیسے ہوئی ؟

انہوں نے ابوالحسن سے روایت بیان کی ہے کہ ہم اوصیاء لوگوں کی نشو ونما ایک دن میں اس قدر ہو جایا کرتی ہے جس طرح عام لوگوں کی نشو ونما ہفتہ میں ہوتی ہے۔ ابوالحسن سے مروی ہے کہ ہمارا بچہ جب ایک ماہ کا ہو جاتا ہے تو وہ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سال بھر کا ہے۔

ابوالحسن سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم ائمہ لوگوں کی ایک دن کی نشو ونما عام لوگوں کی سال بھر کی نشو ونما کے برابر ہے۔ [1]

## اس کا قیام کہاں ہے:؟

ان کا کہنا ہے کہ وہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں

---

[1] الغیبة للطوسی ص: ۱۵۹۔ ۱۶۰۔

کچھ کا کہنا ہے کہ وہ روہاء میں جبل رضوی کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں جب کہ بعض لوگوں سے یہ قول بھی مروی ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ذی طویٰ نامی وادی میں قیام پذیر ہیں اور ایک قول کے مطابق وہ سامراء میں موجود ہیں۔

حتیٰ کہ کسی نے یہاں تک کہہ ڈالا ہے کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ دوری آپ کو کہاں کہاں لے کر سرگرداں پھر رہی ہے! بلکہ کہاں کہاں اور کس کس سرزمین نے آپ کو اٹھایا ہے آپ کو رضویٰ پہاڑ نے یا ذی طویٰ پر پہنچا دیا ہے یا کسی اور جگہ نے اٹھایا ہوا ہے یا اس دوری نے آپ کو یمن لے جا کر وادی شمروخ یا گرین جزیرۃ میں لا کر آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ [1]

## وہ کس حال میں ظہور پذیر ہوں گے؟ بوڑھے یا نوجوان؟

مفضل سے مروی ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا امام مہدی کس حال میں ظہور پذیر ہوں گے؟ وہ نوجوان ہوں گے یا بوڑھے؟ تو امام صادق علیہ السلام نے جواب دیا: سبحان اللہ کیا یہ بھی کوئی معلوم کرنے کی بات ہے! وہ جس حالت میں چاہیں گے اور جس شکل میں چاہیں گے ظہور فرمائیں گے۔ [2]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام مہدی بتیس (۳۲) سال کی عمر کے نوجوان کی صورت میں ظہور پذیر ہوں گے۔ [3]

ایک دوسری روایت میں ہے امام مہدی بوقت خروج ۵۱ سال کی عمر کے ہوں گے۔ [4]

ایک روایت میں وارد ہے کہ ان کا ظہور اس، تر و تازہ نوجوان کی شکل میں ہوگا جس کی عمر ۳۰ سال کی ہو۔ [5]

---

[1] بحار الانوار، ۱۰۸/۱۰۲۔
[2] ملاحظہ ہو: بحار الانوار، ۷/۵۳۔
[3] ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظهور، ص: ۳۶۰۔
[4] ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظهور، ص ۳۶۱۔
[5] ملاحظہ ہو: کتاب الغيبة للطوسی ص: ۴۲۰۔

## ان کی حکومت کی کتنی مدت ہوگی؟

محمد الصدر کا قول ہے کہ اس بارے میں روایات کی بہتات ہے ان روایتوں کا ایک دوسرے سے بہت زیادہ ٹکراؤ ہے جس نے بہت سے مؤلفین اور مصنّفین کو حیرت کا شکار بنا دیا ہے اور وہ التباس کی نذر ہو گئے ہیں۔ ❶

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ ان کی خلافت ۱۹ سال تک قائم رہے گی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق وہ ۷ سال حکومت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے دن رات کی مدت طویل کردے گا حتیٰ کہ اس کا ایک سال تمھارے دس سالوں کے مقابلے میں ہو جائے گا۔ اس طرح ان کی حکومت کی مدت تمھارے عام سالوں کے لحاظ سے ۷۰ سال ہوگی۔ ❷

ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ ۳۰۹ سال اس دنیا میں حکومت کریں گے جتنا عرصہ اصحاب کہف اپنے غار میں رہے تھے۔

## امام کے غائب رہنے کی کتنی مدت ہے؟

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے امام مہدی غائب ہوں گے اور ان کا غائب ہونا ایک معمہ سے کم نہ ہوگا، لوگ ان کی روپوشی کی وجہ سے عجیب وغریب حال میں مبتلا ہو جائیں گے۔ بہت سی قومیں گمراہی کے دلدل میں جا پھنسیں گی اور دوسری ہدایت وراہ راست پا جائیں گی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حیرت کتنے دن قائم رہے گی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ٦ دن یا ٦ ماہ یا ٦ سال تک۔ ❸

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے: قائم کے خروج اور نفس زکیہ کے قتل کے مابین صرف ۱۵ راتوں کا فاصلہ ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ ان کا خروج ۱۴۰ھ میں ہوگا۔ محمد الصدر اس روایت پر حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ یہ خبر درست اور قابل اعتماد ہے اور تاریخی اعتبار سے اثبات کے قابل ہے

---

❶ ملاحظہ ہو: کتاب تاریخ ما بعد الظهور ص: ٤٣٣۔ ❷ ملاحظہ ہو: تاریخ ما بعد الظهور، ص: ٤٣٦۔

❸ ملاحظہ ہو: الکافی: ١/٣٣٨۔

اور اس کتاب کے منہج اور اصول کی بنیاد پر یہ لائق اعتناء ہے چنانچہ شیخ مفید نے (الارشاد) میں ثعلبہ بن میمون کے واسطہ سے شعیب الحداد کے ذریعہ صالح بن میثم الجمال سے یہ روایت کی ہے کہ یہ سارے کے سارے ثقہ رواۃ اور بلند پایہ علماء ہیں۔ ❶

چنانچہ جب امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا جیسا کہ مذکورہ روایات میں تحدید کی گئی ہے تو اس بارے میں دوسری روایت معرض وجود میں آ گئی انہوں نے ثابت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: اے ثابت! اللہ تعالیٰ نے ۷۰ کی دھائی کے اندر اندر القائم کے خروج کا وقت متعین کیا تھا مگر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ پیش آیا، تو اہل زمین پر اللہ کا غصہ شدید ہو گیا۔ تب اس نے امام مہدی کے خروج کو ۱۴۰ھ تک کے لئے مؤخر کر دیا ہے لہٰذا ہم نے یہ بات بیان کر کے تم کو بتلا دی کہ اب القائم کا خروج ۱۴۰ھ گا اب تم اس حدیث کو بیان کر کے پھیلا دو اور پنہاں راز کی نقاب کشائی کر دو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید اور وقت نہیں رکھا ہے۔ ❷

اس کے بعد ایک اور روایت آتی ہے جو سابقہ ساری کی ساری روایتوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ حضرت ابوعبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: امام مہدی کے خروج کا وقت متعین کرنے والوں نے جھوٹ گڑھا اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے کیونکہ ہم اہل بیت کسی وقت کے پابند نہیں ہیں۔ ❸

اسی لیے ہم نے ماضی میں خروج مہدی علیہ السلام کا کوئی وقت متعین کیا ہے اور نہ ہی مستقبل میں ان کے خروج کے لئے کسی وقت کی تحدید کریں گے۔

**سوال ۹۰:** ......شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے پاس انتہائی غم واندوہ کی حالت میں لمبی لمبی سانسیں بھرتے ہوئے

---

❶ تاریخ ما بعد الظهور ص: ۱۸۵۔

❷ ملاحظہ ہو: اصول الکافی ۳۶۸/۱ اورالغیبة للنعمانی ص: ۱۹۷ اورالغیبة للطوسی، ص: ۲۶۳ اور بحار الانوار، ۱۱۷/۵۲.

❸ ملاحظہ ہو: اصول الکافی، ۳۶۸/۱ اور، الغیبة للنعمانی، ص ۱۹۸۔

گھر سے باہر آئے اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: تب تم لوگوں کا کیا ہوگا کیونکہ صاحب زمان کے خروج کا وقت سایہ فگن ہے، جس میں حدودو کی پاسداری ختم ہو جائے گی اور مال و دولت کے ذریعہ شہر بنالیا جائے گا اللہ والوں سے عداوت و دشمنی کی آگ بھڑک اٹھے گی اور اللہ کے دشمنوں سے راہ ورسم اور موالاۃ و تعلق جڑ پکڑتا چلا جائے گا، اصحاب نے عرض کی امیر المؤمنین! اگر ایسا برا وقت ہمیں دیکھنا پڑ جائے تو ہم کیا کریں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح بن جانا جنہیں آروں سے چیر دیا گیا اور تختہ دار پر لٹکا دیا گیا مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ میں مر جانا، اللہ کی معصیت و نافرمانی میں زندگی گذارنے سے کہیں بہتر ہے۔“ [1] ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ اب شیعہ حضرات کا عقیدۂ تقیہ کہاں چلا گیا ہے؟ [2]

وہ کون سی چیز ہے جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اختیار کرنے کے لئے مجبور کیا؟!

شیعہ کے مطابق اگر وہ منافق تھے تو پھر وہ کس لیے اپنی کافر قوم سے فرار اختیار کرنے کے لئے تیار ہوئے حالانکہ اس وقت انہیں غلبہ تھا اور وہی مکہ مکرمہ میں عزت و جاہ شان و شوکت کے مالک تھے اور اگر بالفرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی دنیوی مفاد کے لیے اپنے دل میں نفاق پوشیدہ رکھے ہوئے تھے تو آخر وہ کون سی منفعت تھی، جو ان کو اس موقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مطلوب تھی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی قوم سے الگ تھلگ بے یار و مددگار تھے اور یہ ایک بہترین موقعہ تھا کہ وہ آپ کو ان کے حوالے کر سکتے تھے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی تصدیق نہیں کی تھی اور اب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے بھی تھے۔

**سوال ۹۱:** ......اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں جابجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی

---

[1] ملاحظہ ہو: الغیبۃ للطوسی ص ۲۶۲ اور بحار الانوار ۱۰۳/۵۲۔

[2] نہج السعادۃ: ۶۳۹/۲۔

تعریف کی ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۵۶، ۱۵۷)

’’اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جس کو وہ لوگ اپنے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں، بری باتوں سے منع کرتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں، گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے اس سے ان کی گلوخلاصی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ فلاح سے ہم کنار ہیں۔‘‘

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ○﴾ (آل عمران: ۱۷۲،۱۷۳)

''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور ڈرتے رہے تو ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر لئے ہیں تو تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے ہمیں اللہ کی ذات کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ○ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○﴾ (الانفال: ٦٢، ٦٣)

''اور اللہ ہی نے اپنی مدد اور مؤمنوں کی تائید سے تمہاری مدد و تائید کی ہے اور ان کے دلوں میں باہمی الفت و محبت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ روئے زمین پر جو کچھ ہے اگر آپ سارا کا سارا خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دل آپس میں نہیں ملا پاتے یہ اللہ ہی کہ اس نے ان میں الفت و محبت پیدا کر دی ہے، اور وہ غالب حکمتوں والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ○﴾

(الانفال: ٦٤)

''اے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور مؤمنوں جو آپ کی اتباع اور پیروی کر رہے ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران:۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت اور ان کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔

شیعہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرام کے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان پر ارتداد کی تہمت لگاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی مرتد ہو گئے تھے۔ یہ عجیب وغریب معمہ ہے۔ نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا! یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال ہوتے ہی ارتداد پر اجماع کیا اگر ایسا ممکن ہے تو کیوں؟ اس کا سبب کیا ہے؟

صحابہ کرام نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شدت، سختی، مصیبت اور تنگی کے وقت کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے رہے اور جان و مال سی نفیس سے نفیس ترین اور قیمتی سے قیمتی چیزیں فدا کرتے رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بند ہوتے ہی بلا کسی سبب کے وہ مرتد ہو جائیں!! یہ عجیب وغریب بات ہے!

اگر تم یہ تاویل کرو گے کہ صحابہ کے ارتداد کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا لیا تھا تو سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت کیوں کی؟ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے؟ کیا بزور شمشیر ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے؟ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت ہی زور آور اور بہت ہی طاقتور تھے؟ یا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جبر و قہر اور رعب و دبدبہ سے بزور بازو بیعت لی تھی؟ یہ ناممکن ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعلق

قریش کی شاخ بنی تیم سے ہے اور بنی تیم کی تعداد قریش میں بالکل تھوڑی تھی اگر کسی قبیلہ کو قریش میں غلبہ حاصل تھا یا جو تعداد میں اکثریت رکھتے تھے وہ بنی ہاشم، بنی عبدالدار اور بنی مخزوم تھے۔

جب یہ بات ناممکن ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنی بیعت خلافت کے لئے مجبور کر سکیں تو پھر یہ بات کیسے ممکن ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے اپنا جہاد اور مجاہدہ اپنا ایمان واسلام اور اپنی دنیا وآخرت پیش کر دیں۔

**سوال ۹۲:** ......اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد مرتد ہو گئے تھے تو انہوں نے مرتدوں سے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں لڑائیاں کیوں لڑیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی اور سجاح جیسے مدعیان نبوت اور ان کے متبعین سے برسر پیکار کیوں رہے؟ اور ان کو اسلام کی طرف واپس لانے کی کوششیں کیوں کرتے رہے؟ اگر وہ مذکورہ لوگوں کی طرح مرتد تھے تو وہ بجائے ان کی سرکوبی کے ان کے مددگار ثابت ہوتے انہوں نے مرتدین کی مدد کیوں نہ کی اور وہ ان کے معین ومددگار کیوں ثابت نہیں ہوئے؟

**سوال ۹۳:** ......اصول فطرت اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ ہمیشہ انبیائے کرام کی مصاحبت کے لئے اللہ تعالیٰ نے افضل واشرف لوگوں کا انتخاب کیا ہے۔ لہٰذا نبیوں کے حوارئین ہمیشہ اپنی قوم ومعاشرے کے شریف ترین لوگ ہوا کرتے تھے اگر ہر مذہب وملت والوں سے ان کے اہل افضل واشرف اشخاص کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے ان کے رسول کے اعوان وانصار ہی اشرف ترین لوگ ہیں۔

مثلاً اگر اہل توراۃ سے ان کے مذہب وملت کے افضل ترین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب بہتر اور افضل تھے۔ اگر اہل انجیل سے ان کی ملت کے اشرف ترین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارئین ہی سب سے بہتر اور برتر لوگ تھے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے اصحاب اور حوارئین کا معاملہ ہے کیونکہ رسولوں کے حوارئین اور اصحاب کا وحی کے ساتھ تعلق

انتہائی مضبوط ہوا ہے اور انبیاء و رسل کے بارے میں ان کی معرفت انتہائی معتبر ہوا کرتی ہے۔

ہمارے نبی محمد ﷺ کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ نے کامل ابدی شریعت کی دعوت کو پورے عالم تک پہنچانے کے لئے منتخب کیا تھا۔ آپ ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا تھا اور جن کی آسمانی کتب کے ذریعہ بشارت دے دی گئی تھی۔ تمہارے خیال کے مطابق، کیا ایسی شخصیت کے اصحاب اور رفقاء رضی اللہ عنہم اجمعین جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو بسر و چشم قبول کیا، آپ ﷺ پر ایمان لائے، آپ ﷺ کی جی جان سے مدد بھی کی، آپ ﷺ کے دفاع میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے اور دل و جان سے آپ ﷺ کی عزت و تکریم کی، تمہارے اس زعم باطل کی وجہ سے شریعت اسلامیہ اور رسالت محمدیہ کا کیا مقام باقی رہ جاتا ہے کہ اصحاب محمد ﷺ نے شریعت اسلامیہ کا چولا اپنے گلے سے اتار کر پھینک دیا تھا اور مرتد ہو کر دین محمد منہ موڑ گئے تھے۔ گویا ان کے بعد جو بھی آیا وہ تو بدرجہ اولیٰ ارتداد اور کفر کا مرتکب قرار پایا اور وہ ان سے بھی زیادہ کھاٹے اور خسارے کا شکار بنا حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت کے لئے اپنے اہل و عیال اور گھر بار کو خیر باد کہا اور آپ ﷺ کے دین کی خاطر ماں باپ اور بہن بھائیوں سے برسرِ پیکار ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دنیا کے دور دراز ملکوں کو قرآن وسنت کی بنیاد پر فتح کیا اگر دعوت و تبلیغ اور پند و نصائح سے کام نہ چلا تو انہوں نے تلوار اٹھانے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

**سوال ۹٤:** ...... جب ہم سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو کر آجاتی ہے کہ سخت ترین مواقع پر اور دشوار کن مراحل میں بھی نبی کریم ﷺ نے عقیدہ تقیہ کا استعمال نہ کیا جبکہ شیعوں کے نزدیک عقیدۂ تقیہ دین کا ۹۰ فیصد ہے اور ان کے ائمہ نے عقیدہ تقیہ کا جا بجا استعمال کیا ہے آخر وہ اپنے نانا کے منہج پر کیوں قائم نہ رہے؟ اور اپنے جدامجد کی لائی ہوئی شریعت کی کھلی مخالفت کیوں کی؟ کیا آل بیت علیہم السلام کی ذات سے ایسا سرزد ہونا قرین قیاس ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

**سوال ۹۵:** ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیوہ یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے مدمقابل کی تکفیر نہیں کی۔ حتیٰ کہ خوارج کو بھی انہوں نے خارج از اسلام قرار نہیں دیا۔ جنہوں نے ان سے جنگ وجدال کیا اور انہیں تکلیفیں واذیتیں پہنچائیں، شیعہ حضرات اس سلسلہ میں ان کی اقتداء کیوں نہیں کرتے؟ شیعہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بلند پایہ اور چنیدہ اصحاب کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ امہات المؤمنین زوجات رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک کو وہ کافر گردانتے ہیں!

**سوال ۹۶:** ......شیعوں کے نزدیک اجماع حجت نہیں ہے بلکہ شیعہ کے مطابق اس کا سبب امام معصوم کا وجود ہے۔ [1] ہمارا کہنا ہے کہ یہ فضول بات ہے کیونکہ اس سے اجماع کی اصولی حیثیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

**سوال ۹۷:** ......شیعہ حضرات فرقہ زیدیہ کو کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ آل بیت علیہم السلام سے موالاۃ رکھتا ہے تو اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ شیعوں کی اصل بنیاد صحابہ کرام اور سلف صالحین سے بغض وعداوت ہے نہ کہ آل بیت سے محبت، جس طرح وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ [2]

**سوال ۹۸:** ......ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات امت کے اجماع کو مختلف مسائل میں اس دعویٰ کی بنیاد پر ٹھکرا دیتے ہیں کہ اس میں ان کے امام معصوم کا کوئی قول نہیں ہے اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بلا کسی چوں چرا کے امام مہدی کے وجود کے مسئلہ میں حکیکہ نامی ایک عورت کے قول و ماننے پر متفق ہو جاتے ہیں۔

**سوال ۹۹:** ......شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت اسلامیہ کے منصب کے مستحق تھے جس کے الفاظ یہ ہیں: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ [3] کہ ''میرے نزدیک تمہاری وہی حیثیت ہے جو ہارون کی

---

[1] ملاحظہ ہو تهذيب الوصول للا بن مظهر الحلی ص ۷۰، المرجعية الدينية العليا لحسين معتوق ص ۱۶۔

[2] رسالة تكفير الشيعة لعموم المسلمين للشيخ عبدالله السلفی جس میں مؤلف نے بہت سے ایسے نصوص کا ذکر کیا ہے جو اپنے علاوہ دوسروں کو کافر ٹھہراتے ہیں اسی ضمن میں زیدیہ بھی ہے۔

[3] اخرجه البخاری ومسلم۔

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ میں تھی۔'' لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ حدیث خلافت کے استحقاق پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اگر اس سے خلافت کا استحقاق مراد ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ھارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا ہوتا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ یوشع بن نون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین بنے تھے، لہٰذا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

**سوال ۱۰۰:** ......شیعہ حضرات نے اپنے متبعین کو تبارہ کاری اور نافرمانی کے کاموں کا ارتکاب کرنے میں جرات وشجاعت کا پیکر بنا دیا ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی معصیت ضرر رساں نہیں ہوسکتی حالانکہ اس دعویٰ کی قرآن کریم صریح انداز میں تکذیب کرتا ہے اور اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ

﴿لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۲۳)

''اور حقیقت حال نہ تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے بلکہ جو برا کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا اور اپنے لئے اللہ کے علاوہ کسی کو حفاظتی اور مددگار نہیں پائے گا۔''

**سوال ۱۰۱:** ......شیعہ عقیدۂ بداء کے خوگر ہیں بداء کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے ہونے پر پتا چلاتا ہے۔ اس کے وقوع سے قبل اسے علم نہیں ہوتا نعوذ باللّٰہ من ذٰلك تعالیٰ الله عما يقولون علوا كبيرا گویا ان کے ائمہ کا علم غیب اللہ کے علم غیب سے بڑھ کر ہے۔

**سوال ۱۰۲:** ......تاریخ عالم گواہ ہے کہ شیعوں نے مسلمان دشمن عناصر کو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف شہ دی ہے اور مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی بہت سے مواقع میں مدد واعانت کی ہے مثال کے طور پر سقوط بغداد کے موقع پر شیعوں نے منگولوں کا ساتھ دیا اور بیت المقدس کے سقوط پر انہوں نے نصاریٰ کا ساتھ دیا۔ کیا کوئی سچا مسلمان ایسی حرکت کرسکتا ہے

جو شیعوں نے ان مذکورہ موقعوں پر کی ہے؟ کیا کسی مسلمان کا ضمیر اس غداری کے لئے تیار ہو سکتا ہے؟ اور کیا کوئی مؤمن صادق یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کرنے والی آیات کی خلاف ورزی کر سکتا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا ان کے اہل و عیال یا ان کی ذریت میں سے کسی نے ایسی غداری کی ہے؟

**سوال ۱۰۳:** ......ہم نے بہت سے شیعہ حضرات کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کی وآل واولاد کی مذمت و برائی کرتے ہوئے دیکھا ہے باوجودیکہ وہ ان کے اماموں میں سے ایک امام ہیں اور اہل بیت کے افراد میں سے ایک فرد ہیں۔ [1]

**سوال ۱۰۴:** ...... جو شخص شیعوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرے گا اسے پتہ چل جائے گا کہ ان کی تاریخ، اختلاف وانتشار، کے واقعات سے لبریز ہے اور وہ ایک ہی دور میں وقفہ وقفہ سے انہیں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہوئے دیکھے گا اس کی واضح ترین چند مثالیں یہ ہیں کہ شیعوں کے شیخ احمد الاحسائی نے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جسے بعد میں فرقۂ شیخیہ کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شاگرد کاظم الرشتی میدان میں آیا اور اس نے فرقہ ''کشفیہ'' بنا ڈالا اس کے بعد اس کے شاگرد محمد کریم خان نے ''کریمخانیہ'' فرقہ کی بنیاد ڈالی اسی پر بس نہیں بلکہ اس کی ایک شاگرد، جس کا نام قرۃ العین تھا، نے ''القریہ'' نامی فرقہ کی اساس رکھی۔ اس کے بعد مرزا علی شیرازی نے ''البابیہ'' نامی فرقہ کی بنیاد ڈالی اور مرزا حسین علی نے فرقہ ''بہائیہ'' کو وجود بخشا۔

ذرا غور کریں کہ ایک ہی زمانے میں کس طرح شیعوں کے یہ فرقے آگے پیچھے وجود میں آئے ہیں اور تمام فرقوں کی پیدائش یکے بعد دیگرے، قریب قریب وقفوں میں ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے

﴿وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ:﴾ (الانعام: ۱۵۳)

''اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔''

---

[1] ملاحظہ ہو: اعیان الشیعۃ، ۲۶/۱ اور کتاب سلیم بن قیس ص ۲۸۸ اور بحار الانوار ۲۱۲/۲۷۔

**سوال ۱۰۵:** ......ہم دیکھتے ہیں کہ جس وقت باغیوں اور سرکشوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت آپ کی مدافعت کے لئے جو شخصیت سینہ سپر نظر آئی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر آپ رضی اللہ عنہ کی مدافعت کی اور لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے سے بھگایا بلکہ اپنے دونوں صاحبزادے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھ بھال کے لئے گھر کے اندر آپ رضی اللہ عنہ کی نگرانی کے لئے متعین کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاہدہ نہ کر لیا ہوتا کہ وہ اپنے ہتھیار ڈال دیں اور اپنے اپنے گھروں میں پناہ گزیں ہو جائیں تو یہ لوگ لوگوں کی صفیں چیر کر حملہ کے لئے بھرپور تیار تھے۔ یہ اس دعویٰ کے بطلان کی دلیل ہے جو شیعہ حضرات کرتے ہیں کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دلوں میں بغض، عداوت، نفرت اور دشمنی تھی۔ [1]

**سوال ۱۰۶:** ......اس بات پر اہل سنت والجماعت اور شیعہ حضرات کا اتفاق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اکثر و بیشتر معاملات میں مشورہ کرتے تھے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ ہوتا تو وہ اہل حق سے مشورہ نہ لیتے؟ کیونکہ ظالم کے نزدیک حق بات کی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ حق بات کی تلاش و جستجو کرتا ہے۔ [2]

**سوال ۱۰۷:** ...... یہ بات باجماع امت ثابت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ [3] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدائن صالح میں گورنر تھے [4] مذکورہ دونوں صحابی بزعم شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے ممدو معاون تھے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نظر میں مرتد، ظالم اور ر باغی تھے تو حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اس منصب کو کسی صورت میں قبول نہ کرتے کیونکہ یہ بات ان کی غیرت، حمیت اور

---

[1] دیکھئے: شرح نہج البلاغة ابی الحدید: ۱۰/ ۵۸۱ طبعة ایران و تاریخ المسعودی الشیعی: ۳۴۴۲ بروت۔

[2] ملاحظہ ہو: نہج البلاغة، ص ۳۲۵، ۳۴۰ تحقیق: صبحی صالح۔

[3] ملاحظہ ہو: المصدر السابق نفسه: ۱/ ۴۲۲۔

[4] ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء للذهبی، ۱/ ۵۴۷۔

خودداری کے خلاف تھی کہ وہ ظالموں، جابروں اور مرتدوں کا تعاون کریں یہ بات کیونکہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (هود:١١٣)

''دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ لگ جائے گی۔''

**سوال ۱۰۸:** ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم ہیں اور ان کا امام مہدی موجود ہے۔بس ظہور باقی ہے۔اور ان کیس بعض مذہبی علماء ان سے رابطے میں رہتے ہیں بلکہ موقعہ بموقعہ وہ ان سے بات بھی کرتے رہتے ہیں۔اور ان کے ۳۰ علماء کا امام مہدی سے قلبی پر رابطہ رہتا ہے۔اس دعویٰ کے باجود مذہب شیعہ میں اختلافات اور نزاع کیوں ہے؟ یہاں تک کہ شیعوں کے مذہبی علماء میں سے ہر عالم اور ان کے مجتہدین میں سے ہر مجتہد کا اپنا خاص مذہب اور نظریہ ہے؟ باجود اس صورت حال کے شیعہ حضرات ایسے امام کے وجود کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ امام مہدی المنتظر ہیں۔کرۂ ارض پر بسنے والے تمام مذاہب میں سے سب زیادہ اختلافات انہی میں پائے جاتے ہیں۔حالانکہ ان کا امام، ان کا قائم موجود ہے ان میں ہروقت ہونے کے باوجود شدید اختلافات اور نت نئے فتنوں کا شکار ہیں آخر ایسا کیوں ہے؟

پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ امام مجلسی نے یہ انکشاف کیا ہے کہ شیعوں کے امام روپوش ہیں ان کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے امام مہدی کو دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے! مگر ہم کو تمہاری مذہبی کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے مذہبی علماء کرام نے امام مہدی منتظر کو مختلف اوقات میں آنکھوں دیکھا ہے۔

**سوال ۱۰۹:** ......شیعوں سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمہارا کہنا ہے کہ کسی زمانے کا امام سے خالی ہونا غیر مناسب ہے جب تمہارے نزدیک عقیدۂ تقیہ ۹۰ فیصد دین کا مرتبہ رکھتا ہے اور وہ امام کے لئے جائز اور موزوں ترین چیز ہے بلکہ مستحب اور مباح ہے کہ اس بھی ایک ہاتھ آگے کہ یہ

امام کے لئے باعث اعزاز واکرام ہے کیونکہ امام لوگوں میں ورع اورتقویٰ کی اوج کمال پر فائز ہوتے ہیں یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے ذریعہ مخلوق خدا پر کیسے حجت قائم ہو سکتی ہے؟

**سوال ۱۱۰:** ......شیعہ حضرات کے مطابق ائمہ کرام کی معرفت، ایمان کی صحت کے لئے شرط ہے ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو بارہ ائمہ ہونے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اگر وہ مرنے والا خود امام تھا تو اس کے بارے میں شیعہ حضرات کیا جواب دیں گے؟

تمہارے اماموں میں سے بعض کو یہاں تک پتہ نہ تھا کہ اس کے بعد کون امام بننے والا ہے تم نے کس بنیاد پر اس چیز کو ایمان کی صحت کے لئے شرط قرار دیدیا ہے؟

**سوال ۱۱۱:** ......صاحب نہج البلاغۃ [1] سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک جب بعض انصاری کا یہ دعویٰ پہنچا کہ امامت وخلافت انصار میں ہوگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا: تم نے اس وقت ان کے خلاف یہ دلیل کیوں پیش نہیں کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ان کے محسنوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کیا جائے گا اوران کے بروں سے درگذر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا: اس میں ان کے خلاف کونسی حجت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر امامت ان میں ہوتی تو اس قسم کی وصیت ان کے بارے میں نہ ہوتی!

شیعہ حضرات سے یہ سوال کیا جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً اہل بیت علیہم السلام کے لئے اپنے فرمان سے وصیت کردی ہے کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اگر امامت دوسروں کی علاوہ صرف ان کے لئے خاص ہوتی اوران کا حق وراثت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت علیہم السلام کے لئے وصیت کی کیا ضرورت تھی؟

---

[1] نهج البلاغة ص ۹۷۔

**سوال ۱۱۲:** ......کوئی ایسا شخص جس کو سیادت وقیادت حاصل ہو اور جس کی ذاتی زندگی ایمان وعمل صالح سے عبارت ہو وہ ایسے لوگوں کا حکمران بن جائے جن میں کچھ مؤمن بھی ہوں اور کچھ منافق بھی ہوں اور اللہ کے فضل وکرم سے وہ اہل نفاق کو ان کے قول کے داؤ پیچ سے پہچانتا بھی ہو، اس کے باوجود وہ شخص اہل صلاح وتقویٰ سے کنارہ کشی اختیار کرے اور منافقین واہل وضلال کو اپنی حاشیہ برداری کے لئے اختیار کرے اور انہیں قیادت وسیادت کے مناصب پر بھی بے چون و چرا فائز کرنے سے دریغ نہ کرے اور اپنی زندگی ہی میں ان لوگوں کو کلیدی عہدے سونپ دے، بلکہ ان کے قریب سے قریب تر ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رکھے اور جب اس کا انتقال ہو تو وہ ان سے راضی ہو تمہارا ایسے شخص کے بارے میں کیا نقطۂ نظر ہوگا؟ اور تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے؟

یہی وہ اعتقاد ہیں جو شیعہ حضرات رسول ﷺ کے بارے میں روا رکھتے ہیں۔

**سوال ۱۱۳:** ......شیعوں کے مذہبی عالم الحر العاملی نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ ﴿وَلَا تُمۡسِكُوا۟ بِعِصَمِ ٱلۡكَوَافِرِ﴾ (الممتحنة: ۱۰) ''اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے ہاتھ نہ میں رکھو'' کی تفسیر کے سلسلہ میں روایت نقل کی ہے کہ جس شخص کے پاس کافر عورت عقد نکاح میں ہو اس کو چاہیئے کہ اس عورت کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ اسلام کی دعوت قبول کرلے (فبھا و نعمت) اور اگر وہ اسلام کی دعوت قبول نہ کرے تو وہ اس سے بری الذمہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا ہے کہ وہ کافر عورت کی ناموس اپنے ہاتھ میں رکھے۔[1]

اس اعتقاد کی بنیاد پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ کافرہ اور مرتدہ تھیں ان کو، بزعم شیعہ، کتاب اللہ کی رو سے طلاق دینا واجب تھی۔ حیرت اور استعجاب کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ تو ان کے نفاق اور ارتداد سے باخبر نہ ہو سکے مگر ان شیعہ حضرات کو ان کے ارتداد اور نفاق کی اس آخری عہد میں خبر لگ گئی۔

---

[1] وسائل الشیعة ۲۰/۵۴۲۔

**سوال ۱۱۴:** ......شیعوں میں سے فرقہ خطابیہ کا خیال ہے کہ جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل بن جعفر علیہ السلام امام ہیں ان کے اس اعتقاد کا جواب دیتے ہوئے خود علماء شیعہ کا کہنا یہ ہے کہ اسماعیل بن جعفر علیہ السلام کا حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی ہی میں اپنے والد سے قبل انتقال ہو گیا تھا اور مردہ کیسے کسی زندہ کا خلیفہ بن سکتا ہے۔ [1]

لہٰذا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ) سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور خلافت کی دلیل پیش کرتے ہو، جبکہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل انتقال ہو گیا تھا تمھارے اعتراف کے مطابق مردہ زندہ کا خلیفہ اور جانشین بن نہیں سکتا!

**سوال ۱۱۵:** ......شیعہ حضرات اپنے ائمہ اثنا عشر کی امامت کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں (لَا يَزَالُ الْاَمْرُ عَزِيْزًا إِلٰى اثْنَتَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ) اس وقت تک حکومت کی شان وشوکت باقی رہے گی جب تک کہ حکومت بارہ کے ہاتھ میں رہے گی اور وہ سارے قبیلہ قریش سے ہوں گے۔'' اور ایک دوسری روایت ہے کہ (يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا) اور بارہ امیر ہوں گے اور ایک اور روایت میں ہے'' (لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا) [2] ''لوگوں کے معاملات اس وقت تک معمول کے مطابق چلتے رہیں گے جب تک کہ ان کی خلافت بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں رہے گی۔''

ان احادیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حدیث اپنے مضمون کے اعتبار سے صریح ہے کہ یہ بارہ اشخاص خلفاء ہوں گے اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شیعہ حضرات کے بارہ اماموں میں سے بجز حضرت علی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے خلافت نہیں کر پایا چنانچہ مذکورہ احادیث اپنے منطوق کے اعتبار سے کچھ کہہ رہی ہیں اور شیعہ برداران ہوائے نفس

---

[1] كمال الدين وتمام النعمة ص ۱۰۵۔

[2] اخرجه البخاری ومسلم۔

کی وادی میں حیران وسرگرداں ہیں۔ان روایات نے خلفاء میں سے کسی خلیفہ کے نام کا ذکر تک نہیں کیا۔

**سوال ۱۱۶:** ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد معدودے چند صحابہ کرام کے سوا سارے صحابہ کرام مرتد ہو گئے تھے تو ان سے کہا جائے گا کوئی شخص مرتد تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ شبہ یا شہوت کا شکار ہو جائے۔

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اوائل اسلام میں شبہات کا خدشہ زیادہ تھا شبہات کی تند موجیں اٹھ رہی تھیں اس وقت ایمان ناتواں تھا مگر ایسے موقعہ پر جن لوگوں کا ایمان اسلام کی کمزوری کے دور میں بھی پہاڑ کی اپنی جگہ پر اٹل رہا تو ایمان کے غلبے اور اس کے پورے طور پر ظہور پذیر ہونے ،اس کے علم کی سربلندی اور دنیا پر لہرانے کے بعد ان کا ایمان کس پائے کا ہوگا؟ اس کے بارے میں کیا تصور کیا جا سکتا ہے؟۔

جہاں تک شہوات کا تعلق ہے تو جو لوگ اپنے گھر بار، مال و دولت، زر و زمین چھوڑ کر اور اپنی عز و جاہ کو تج کر محض اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں بلا کراہ پوری خوشی سے ہجرت کر گئے اور ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کی بھی انہوں نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی اس قسم کے لوگوں کے بارے میں یہ خیال کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ ارتداد کا شکار ہو گئے ہوں گے؟

**سوال ۱۱۷:** ......شیعہ کا اعتقاد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیر عادل تھے لیکن خود شیعوں کی کتابوں میں ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں جو صحابہ کرام کی عدالت کی بین دلیل ہیں۔ان روایات میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع سے منقول ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (نَضَرَ اللّٰہُ عَبْدً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَ عَا ھَا ثُمَّ بَلَّغَھَا إِلٰی مَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا) [1] ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے دھیان سے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا اسے اس شخص تک پہنچایا جس نے اسے نہیں سنا ہے۔'' یہ حدیث دلیل ہے

[1] الخصال،ص: ۱۴۹۔ ۱۵۰ حدیث رقم: ۱۸۲۔

اس بات کی کہ صحابہ کرام عدل وضبط میں کمال درجہ پر فائز تھے اگر صحابہ کرام نعوذ باللہ عادل نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ ان کو اپنی رسالت کی امانت لوگوں تک پہنچانے کے لئے منتخب کیوں کرتے؟ اور یہ کیوں کہتے کہ میرے کلام کو اس تک پہنچا دینا جس نے نہیں سنا ہے؟

**سوال ۱۱۸** : ......ایک شیعہ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نیک وصالح عورت کے انتخاب کا حکم نہیں دیا ہے اور معزز ومکرم لوگوں سے رشتہ قرابت جوڑنے کی ترغیب نہیں دی ہے؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں! اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس حکم دیا ہے۔اس شیعہ شخص سے کہا گیا: کیا تم یہ بات گوارا کر سکتے ہو کہ تم کسی زانیہ کی اولاد سے رشتہ قائم کرو۔اس شخص نے جواب دیا: معاذ اللہ! ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

اس شخص سے کہا گیا! تم لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہو کہ نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک فاحشہ عورت کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جس کا نام صھاک [1] تھا۔ تمہارے عالم دین ''نعمۃ اللہ جزائری'' نے بے حیائی اور بے شرمی کی حدوں کو پامال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک کہ وہ کسی شخص سے لواطت نہ کروا لیتے تھے۔ العیاذ باللہ [2] اور تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی طرح منافقہ اور خبیث النفس تھیں بلکہ کافرہ تھیں۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔

کیا تمہارا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ زنا کاروں کی اولاد سے رشتہ قرابت کریں گے؟

نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات بنانے کے لئے کسی منافقہ اور بدکردار عورت کا انتخاب کریں گے؟ خدا کی قسم تم لوگوں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بہتان طرازی کی حد کر دی ہے اور تم وہ چیز ان کے لیے پسند کرتے ہو جو ایک ادنی بھی اپنے سے پسند نہیں کرتا ہے۔

**سوال ۱۱۹** : ......اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین اتنی کثیر تعداد میں منافقین اور

---

[1] الکشکول للحرانی ۳/۲۱۲ اور کتاب لقدشیعنی الحسین، ص ۱۷۷۔

[2] الانوار النعمانیۃ : ۱/۲۳۔

مرتدین موجود تھے جس کا شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اتنی تیزی کے ساتھ اسلام کیسے پھیلا؟ اور کیسے مسلمانوں نے اس دور کے سپر پاور فارس اور روم کو شکست فاش دی اور کیسے بیت المقدس کو آزاد کرایا؟

**سوال ۱۲۰:** ......شیعوں کے عالم کاشف آل غطاء کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ ان سے قبل دونوں خلیفہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کلمۂ توحید کی نشر واشاعت اور اسلامی فوجوں کی توسیع میں اپنی ساری کی ساری توانائیاں صرف کر دی ہیں انھوں نے کسی کو کسی پر ترجیح دی اور نہ ہی کسی کو ظالم کہا تب علی رضی اللہ عنہ نے ان فتوحات کی تیاری میں ان کی مدد کی اور فتوحات کی وجہ سے بیعت لی اور ان کے ساتھ حکومت کر لی۔ [1]

اس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ان دونوں نے اپنے اپنے عہد خلافت میں زور و شور کے ساتھ کلمہ توحید کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دیا اور اللہ کے راستے میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فوجی دستے تیار کئے اور فتوحات اسلامیہ کا تانتا باندھ دیا۔ یہ ایک چوٹی کے شیعہ عالم کا اعتراف ہے۔ ہمارا سوال ہے کہ اس کے باوجود شیعہ حضرات شیخین پر کفر ونفاق اور ارتداد کی تہمت کیوں تراشتے ہیں؟ یہ تصادبیانی کیا نتیجہ دکھا رہی ہے؟!

**سوال ۱۲۱:** ......شیعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ کرام کے ارتداد کا اس حدیث کے ذریعہ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں: (يـجـرِدُ عَلَيَّ رِجَالٌ اَصْـحَـابِـيْ! وَيَـعْـرِ فُـوْنَـنِـيْ فَيُـذَا دُوْنَ عَـنِ الْحَوْضِ فَاَقُوْلُ: أَصْحَابِيْ اَصْـحَابِيْ! فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَااَحْدَ ثُوْابَعْدَكَ) [2] ''کچھ لوگ میرے حوض پر آئیں گے میں ان کو جانتا ہوں گا اور وہ مجھ کو جانتے ہوں گے ان کو حوض سے ہٹا دیا جائے گا میں ان کو دیکھ کر کہوں گا یہ میرے امتی ہیں، یہ میرے امتی ہیں! تو کہا جائے گا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو

---

[1] اصل الشیعة واصولها، ص: ۴۹۔ [2] رواه البخاری

نہیں پتہ کہ انہوں نے آپ کی وفات کے بعد دین میں کیا کیا گل کھلائے ہیں۔''

شیعہ حضرات سے پوچھا جائے گا کہ یہ حدیث اپنے منطوق کے اعتبار سے عام ہے اس میں کسی شخص کی تخصیص نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی اس حدیث میں کوئی استثنائی صورت ہی ہے نہ حضرت عمار بن یاسر حضرت مقداد بن اسود حضرت ابوذر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کا اس میں استثنا کیا گیا ہے جو شیعہ کی نظروں میں مرتد نہیں ہوئے۔ یہاں تک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بھی اس حدیث کی رو سے استثنا نہیں ہے۔ جب معاملہ ایسا ہی ہے تو تم اس عموم سے بعض کو چھوڑ کر بعض کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟

**سوال ۱۲۲:** ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکابر اصحاب میں سے مالک بن اشتر بھی ہے اس کا قول ہے کہ! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں حلال وحرام اور فرائض وسنن ہیں! جب وہ اپنا فریضہ انجام دے چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا پھر ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے اور انہوں نے دوران خلافت منہج نبوی کے مطابق عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کی باگ ڈور دے دی انہوں نے بھی اور اسوۂ مصطفوی کو اپنے لئے نمونہ بنایا۔ [1] مالک بن اشتر نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے شایان شان خوب تعریف کی ہے اس توصیفی بیان کے باوجود شیعہ حضرات ان کی اس تعریف سے تجاہل برتتے ہیں نہ ہی ان تعریفی کلمات کا اپنی محافل عزاء اور مجالس ماتم میں کوئی تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کی یہ مجالس جو حسینیات کے نام سے موسوم ہوتی ہیں حضرات شیخین پر لعن وطعن سے خالی نہیں ہوتیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطاء فرمائے! حضرات شیخین سے آخر اس طرح کا بغض کیوں ہے؟

**سوال ۱۲۳:** ......امام ابن حزم رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

---

[1] مالك بن اشتر، خطبه وآراؤه۔ ،ص ۸۹ الفتوح لابن اعثم: ۱/۳۹٦.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت خلافت چھ ماہ تاخیر سے کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کا ضرر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت سے خالی نہیں یا تو آپ رضی اللہ عنہ بیعت میں تاخیر کرنے میں حق بجانب تھے جب آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تو غلطی کی مرتکب ہوئے۔ یا آپ نے بیعت کرنے میں حق بجانب تھے، لہٰذا بیعت میں تاخیر کر کے غلطی کی۔ [1]

**سوال ۱۲۴:** ......شیعہ حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو عصمت کے قائل ہیں! مگر ان کی بہنوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں عصمت کے منکر ہیں، حالانکہ دونوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کی طرح جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

**سوال ۱۲۵:** ......اگر شیعوں سے یہ سوال کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی قسم کا تعارض کیوں نہیں کیا؟ جبکہ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت بذریعہ نص مؤکد تھی۔ شیعہ حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنہ برپا نہ کریں اور نہ ہی تلوار اٹھا کر اعلان جنگ کریں ان سے کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمل اور صفین میں تلوار کیوں اٹھائی؟ جبکہ ہزاروں مسلمان ان دونوں معرکوں میں شہید ہو گئے۔

**سوال ۱۲۶:** ......شیعہ حضرات انبیائے عظام اور ائمہ کرام کے درمیان کوئی خاطر خواہ فرق بیان نہیں کر سکتے کہ ان کے شیخ مجلسی نے ائمہ کے بارے میں کہا ہے کہ ہم ائمہ کے نبوت سے متصف نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی توجیہ نہیں جانتے مگر یہ کہ خاتم الانبیاء کی رعایت ہے، کرم ہے۔ ہماری عقلوں میں امامت اور نبوت کے مابین کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ [2]

اگر ایسا ہی ہے تو پھر عقیدۂ ختم نبوت کی کیا اہمیت رہی؟ کیونکہ وہ ذمہ داریاں اور خصوصیتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کے بجائے صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کو متصف کیا ہے، مثال

---

[1] الفصل فی الملل والاھواء والنحل: ۴/۲۳۵۔

[2] ملاحظہ ہو: بحار الانوار: ۲۶/۲۸۔

کے طور پر عصمت، اللہ کے دین کی تبلیغ اور معجزات وغیرہ خاتم الانبیاء ﷺ جاری وساری ہو گیا؟!

**سوال ۱۲۷ :** ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اپنی نیابت کے لئے متعین کیا تھا اور ان سے یہ کہا تھا اَنْتَ مِنِّیِ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسیٰ [1] ''تمہارا مرتبہ میرے ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔'' ان کا یہ دعویٰ تو اس وقت درست ہوتا جب نبی کریم ﷺ تمام غزوات کی زمام کار دوسروں کے ہاتھ میں سونپنے کے بجائے ہر مرتبہ علی کو سونپتے اور تاریخ شاہد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بعض موقعوں پر مدینہ کا خلیفہ متعین کیا تو پھر دوسروں کو چھوڑ کر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی تخصیص ہی کیوں؟

**سوال ۱۲۸ :** ......شیعوں کا دعویٰ ہیکہ ائمہ کرام کے لئے منصب امامت کا وجوب محض لطف وکرم کا تقاضا ہے اور یہ عجیب وغریب بات ہے بلکہ اگر اس کو معمہ سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ شیعوں کے بارہویں امام بچپنے ہی میں روپوش ہو گئے تھے اور اپنی روپوشی کے بعد نہیں نکلے۔

**سوال ۱۲۹ :** ......شیعوں کا کہنا ہے کہ رسولوں کو مبعوث کرنا اور اماموں کو متعین کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر واجب ہے ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے اور انہیں معجزات عطاء فرما کر اپنی عنایات اور تائید غیبی سے انہیں نوازا ہے جن لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ تمہارے ائمہ کے مؤید من اللہ ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ جن لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان سے برسر پیکار ہوئے ان پر اللہ کے غیظ وغضب کے کیا دلائل ہے؟

**سوال ۱۳۰ :** ......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ کرام معصوم ہیں مگر بالا جماع دلائل اس دعویٰ کے خلاف ہیں مثال کے طور پر چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

---

[1] رواہ البخاری ومسلم۔

۱: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خوں بہا کا مطالبہ کرنے والوں سے برسرِ پیکار ہونے کے سلسلہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک درست تھا اور دوسرا غلط، دونوں کے دونوں شیعہ حضرات کے امام معصوم ہیں۔

۲: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے معاملے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے سے مختلف تھی۔ اور بلاشبہ ان دونوں میں سے ایک درست تھا اور دوسرا غلط تھا حالانکہ شیعہ حضرات کے نزدیک دونوں ہی امام معصوم ہیں۔

۳: شیعوں کی بعض کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ قول نقل کیا ہے کہ عدل وانصاف کے ساتھ مشورہ دینے میں میری ذات بھی غلطی کر سکتی ہے۔'' مراد یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ عصمت میرا خاصہ نہیں کسی لمحہ بھی مجھ سے غلطی سرزد ہو سکتی۔ [1]

**سوال ۱۳۱:** ...... بلادِ حرمین کے علماء اہل سنت پر، ان کے فتویٰ کے بارے میں جو انہوں نے ضرورت کے وقت کفار ومشرکین سے مرتدوں کے مقابلہ میں مدد واستعانت کے جواز میں دیا ہے، الزامات کی بوچھاڑ کر دی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے مشہور شیخ ابن مطہر الحلی اپنی کتاب (منتہیٰ الطلب فی تحقیق المذهب) [2] میں صراحت کے ساتھ شیعوں کے اجماع کو نقل کرتے ہیں بجز شیخ الطّوسی کے تمام مشائخ ذمیوں سے باغیوں اور سرکشوں کی سرکوبی کے لئے مدد واستعانت طلب کرنے پر متفق ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آخر شیعوں کے یہاں اتنا تضاد کیوں ہے؟

**سوال ۱۳۲:** ...... شیعوں کے اصول وقواعد میں سے یہ بھی ہے کہ جو امامت کے میں

---

[1] الکافی: ۲۵۶/۸ اور بحار الانوار: ۲۵۳/۲۷۔

[2] منتہیٰ الطلب فی تحقیق المذهب: ۹۸۵/۲۔

ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنی بات کی تصدیق کے لئے کوئی خارق عادت کرشمہ پیش کرے کہ جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات نے زید بن علی کی امامت کو تسلیم نہیں کیا حالانکہ اس نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا اور اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے امام غائب مہدی منتظر کے لئے امامت کو ثابت کر لیا ہے، حالانکہ انہوں نے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی بچپن میں اپنی روپوشی کے باعث اس کا کوئی اظہار ہی کیا ہے۔

**سوال ۱۳۳** : ...... جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸) ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مستحقین تک پہنچا دو۔'' تو اللہ کے رسول ﷺ نے بنی شیبہ کو طلب فرما کر بیت اللہ کی کنجی ان کے حوالے کر دی اور فرما دیا ''اے بنی طلحہ! اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ کنجی تمہارے حوالے ہے اور قیامت تک یہ تم لوگوں کے خاندان ہی میں رہے گی اور تم سے اس کو بجز ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا'' [1] نبی کریم ﷺ یہ خوشخبری بیت اللہ کے خدمت گذار کو سنا رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طرح کی خوشخبری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں آپ ﷺ نے کیوں نہیں سنائی؟ حالانکہ یہ ایسا معاملہ تھا جو تمام مسلمانوں کے لئے اہمیت کا حامل تھا اور جس میں امت کی بہت سی مصلحتیں پنہاں تھیں؟

**سوال ۱۳۴** : ...... شیعوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کا ایک ایسا نسخہ تھا جو ترتیب نزول کے اعتبار سے مرتب تھا۔ اس بارے میں ان سے یہ کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد جب منصب خلافت سنبھالا تو اپنے دور خلافت میں اس کامل مکمل اور صحیح مصحف کو باہر کیوں نہیں نکالا؟ اس سے بھی دو باتوں میں سے ایک بات ضرور لازم آتی ہے:

یا اس خیالی مصحف کا کوئی وجود ہی نہیں ہے بلکہ شیعو! تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر

---

[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط ومجمع الزوائد ۳/۲۸۵۔

سراسر بہتان باندھتے ہو۔

۲۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حق کی پردہ پوشی کی اور اس کے کتمان کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات اس سے مبرا ہے۔

**سوال ۱۳۵ :** ......شیعہ حضرات آل بیت سے محبت اور موالاۃ رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہم ان کے ہاں ایسی ایسی چیزیں پاتے ہیں جو اس محبت کے برخلاف ہیں کیونکہ وہ خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بعض کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب ونسب کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں شمار نہیں کرتے! اسی طریقہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی تمام اولاد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں، کا آل بیت میں شمار نہیں کرتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بہت سی اولاد سے یہ لوگ بغض وعداوت کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ ان کو برا بھلا کہنے اور گالی گلوچ کرنے سے بھی باز نہیں آتے، مثال کے طور پر زید بن علی، اور ان کے صاحبزادے یحییٰ اور موسیٰ کاظم کے دونوں صاحبزادے ابراہیم اور جعفر علیہم السلام جعفر بن علی جو ان کے امام حسن عسکری کے بھائی ہیں گالی گلوچ کرتے ہیں اور حسن بن حسن اور ان کے صاحبزادے عبداللہ اس کے بھی صاحبزادے (النفس الزکیۃ) کے بارے میں شیعہ حضرات عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور ان کا یہی عقیدہ ابراھیم بن عبداللہ، زکریا بن محمد الباقر، محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن، محمد بن القاسم بن الحسین اور یحییٰ بن عمرو غیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

ہمارا شیعہ حضرات سے سوال ہے کہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کہاں چلا گیا؟ اسی پر بس نہیں ان میں سے ایک صاحب کا مقولہ اس کی شہادت دے رہا ہے ''حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سارے کے سارے افراد ایسی بری عادتوں میں ملوث تھے جن کو تقیہ پر بھی محمول نہیں کیا جا سکتا'' بلکہ اس بات سے بھی کہیں خطرناک اور خوفناک ہیبت اتیں

پائی جاتی ہیں۔ ❶

**سوال ۱۳۶:** ......شیعہ حضرات دورِ تحمل کے اہل بیت کو کافر کہتے ہیں ہیں حتیٰ کہ ان کے معتبر مصادر و مراجع میں یہاں تک مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ۳ اشخاص کے علاوہ تمام کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے اور وہ تین تھے مقداد رضی اللہ عنہم حضرت سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہما اور بعض نے تین کے بجائے سات کی تعداد بتلائی ہے مگر ان میں ایک بھی اہل بیت میں سے نہیں ہے ان لوگوں نے سب اہل بیت پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا ہے (العیاذ باللہ)۔ ❷

**سوال ۱۳۷:** ......حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اعوان و انصار کی بہتات اور اکثریت کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں منصب خلافت سے دست برداری اختیار کر لی تھی جبکہ انہی کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اعوان و انصار کی قلت کے باوجود یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے برسرِ پیکار ہونے اور اس کے خلاف خروج کرنے کا فیصلہ کیا اور دونوں بھائی :یعنی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بزعم شیعہ امام معصوم ہیں! اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا موقف حق اور درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف باطل ہے اور اگر اس کے برعکس ہے تو اس کا حکم بھی حکم مذکور کے برعکس شمار ہوگا۔ بلکہ شیعوں نے اپنی دو دھاری تکفیری قینچی سے بعض سربر آوردہ اہل بیت علیہم السلام تک کو کتر ڈالنے سے بھی گریز نہ کیا اور ان پر بھی تکفیر کا فتویٰ داغ ڈالا، جیسے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جن کے بارے میں شیعہ حضرات نے اس آیت کے نازل ہونے کا دعویٰ کیا ہے:﴿وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الاسراء:۷۲) ❸ ''اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا، وہ آخرت میں بھی اندھا اور رستے سے بہت ہی بھٹکا ہوا رہے گا'' ان کے صاحبزادے ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

❶ المرجع السابق۔

❷ تنقیح المقال: ۱۴۲/۳۔

❸ سلیم بن قیس العامری کی کتاب ص۹۲ اور کتاب الروضة من الکافی: ص ۲۴۵/۸ اور حیاة القلوب للمجلسی فارسی: ۶۴۰/۲۔

جن کو امت چوٹی کے عالم اور ترجمان قرآن کے لقب سے موسوم کرتی ہے شیعوں کی کتاب الکافی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر مشتمل عبارت کے مطابق وہ مخبوط الحواس تھے۔ ❶

رجال الکشی میں ہے کہ (اَللّٰھُمَّ الْعَنِ ابْنَیْ فَلانٍ وَاَعْمِ اَبْصَارَ ھُمَا کَمَا اَعَمَّیْتَ قُلُوْبَھُمَا)۔ ''اے اللہ! فلاں کے دونوں بیٹوں پر لعنت نازل فرما اور ان کی بصارت سلب فرمالے جیسا کہ تو نے ان کی بصیرت سلب کر لی ہے۔'' ❷

اس عبارت پر ان کے شیخ حسن مصطفوی نے یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ دونوں بیٹوں سے مراد عبداللہ بن عباس اور عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❸

بلکہ شیعی حسد وبغض سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری صاحبزادیاں بھی بچ نہ سکیں، اور شیعوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے بارے میں یہاں تک کہہ ڈالا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صاحبزادی ہی نہیں تھی۔ ❹

کہاں گیا محبت آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے موالاۃ وتعلق قلبی کا بلند وبانگ دعویٰ؟

**سوال ۱۳۸:** ......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران جنگوں میں بنفس نفیس شرکت کی تھی اور بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک باندی آپ رضی اللہ عنہ کو دستیاب ہوئی تھی جس کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام محمد ابن الحنفیہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حق سمجھتے تھے وگرنہ مرتدین کی جنگ میں شرکت کے لئے راضی نہ ہوتے اور اس موقف

---

❶ رجال الکشی، ص: ۵۳۔
❷ اصول لکافی: ۲۴۷/۱۔
❸ رجال الکشی ص: ۵۳ اورمعجم رجال الحدیث للخوئی: ۸۱/۱۲۔
❹ کشف الغطاء لجعفرالنجفی، ص: ۵ اوردائرۃ المعارف الشیعیۃ لمحسن الامین: ۲۷/۱۔

میں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کے لئے کسی صورت میں بھی تیار نہ ہوتے۔

**سوال ۱۳۹:** ......مختلف مسائل میں جعفر صادق سے منقول ہے کہ کوئی مسئلہ شیعی اقوال کی ایسی بہتات اور کثرت ہے کہ ایسا نہ ہوگا جس میں یا اس سے بھی زیادہ متعارض اقوال موجود نہ ہوں، مثال کے طور اس کنویں کے حکم کے بارے میں جس میں نجاست گر گئی ہو! جعفر صادق نے ایک مرتبہ فرمایا: کنواں سمندر کے حکم میں ہے اس پر نجاست اور ناپاکی اثر انداز نہیں ہوسکتی اور دوسری مرتبہ اسی کے بارے میں ارشاد فرمایا: اس کنویں کا پورا پانی نکال کر پھینکا جائے گا۔ اور ایک مرتبہ اسی مسئلے کے بارے میں فرمایا ہے اس کنویں چھ یا سات بالٹی پانی نکالا جائے گا۔

جب شیعوں کے ایک عالم سے مسائل فقہیہ میں اقوال و آراء میں تضاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس تضاد سے گلوخلاصی کی کیا صورت ہوسکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مجتہد کی صوابدید پر موقوف ہے۔ وہ اس سلسلہ میں مذکور مختلف اقوال و آراء میں سے ایک قول کو راجح قرار دے گا اور باقی اقوال کو تقیہ پر محمول کرے گا۔

اس شخص سے کہا گیا کہ اگر اس کے علاوہ کسی دوسرے مجتہد نے اجتہاد کیا اور اس نے پہلے مجتہد کی ترجیح سے اختلاف کرتے ہوئے دوسرے قول کو راجح قرار دیا تو تم باقی ماندہ اقوال کے بارے میں کیا موقف اختیار کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: اس موقع پر وہ یہی کہے گا کہ ایسا بطور تقیہ ہے۔

ان سے کہا گیا کہ اس طرح تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا مذہب ختم ہو جائے گا کیونکہ کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو ان کی جانب منسوب کیا جائے تو پتہ نہ چل سکے گا کہ کون سا مسئلہ بطور تقیہ ہے اور کون سا بدون تقیہ ہے کیونکہ ان کے یہاں تقیہ اور غیر تقیہ کے درمیان امتیاز کرنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔

**سوال ۱۴۰:** ......شیعوں کے نزدیک فن حدیث میں شیخ الحر العاملی ۱۱۰۴ھ کی کتاب (الوسائل) اور شیخ مجلسی ۱۱۱۱ھ کی کتاب (البحار) اور شیخ نوری الطبرسی ۱۳۲۰ھ کی کتاب

(مستدرک الوسائل) کا شمار معتبر اور مستند کتابوں میں ہوتا ہے اور یہ ساری کی ساری انتہائی اخیر زمانے کی کی تصنیف کردہ ہیں۔

اگر انہوں نے ان کتابوں میں موجود احادیث کو سند اور روایت کے ساتھ جمع کیا ہے تو ایک عقل مند شخص اس بات کو ماننے کے لئے کس بنیاد پر تیار ہو سکتا ہے کہ یہ روایات گذشتہ گیارہ یا تیرہ صدیوں میں کیوں نہ لکھی گئیں۔ آخر اس سے پہلے یہ روایات کہاں تھیں؟

اور اگر یہ روایات کتابوں میں مدون تھیں تو ان کتابوں کی دستیابی اس سے قبل کیوں نہ ہو سکی؟ ان متقدمین نے ان روایات کو قرون اولیٰ میں جمع کیوں نہیں کیا؟ اور ان مذکورہ دستیاب شدہ کتابوں کا مستند اور معروف کتابوں میں تذکرہ کیوں نہیں ملتا؟ اور یہ کہ پرانی کتابوں میں ان روایات کو لکھا کیوں نہیں گیا؟

**سوال ۱۴۱:** ......شیعوں کی کتابوں میں ایسی روایات اور احادیث کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جو آل بیت سے متعلق ہے اور جو اہل سنت والجماعت کے پاس موجد روایات واحادیث کے موافق ہے چاہے ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا بدعت وخرافات کی بیخ کنی سے ہو یا اس کے علاوہ دوسرے معاملے سے ہو لیکن شیعہ حضرات ایسی روایات کی تاویل کر کے اور انہیں توڑ مروڑ کر ان کے معنی سے دور کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا، شیعہ حضرات اس کی تاویل محض اس لئے کرتے ہیں کہ اس قسم کی روایات اور احادیث ان کے ہوائے نفس سے میل نہیں کھاتیں اس دعویٰ کے پیش نظر وہ کہتے ہیں کہ یہ تقیہ ہے۔

**سوال ۱۴۲:** ......کتاب نہج البلاغہ کے مؤلف نقل کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک 'نہج البلاغۃ' بڑی معتبر اور مستند کتابوں میں سے ایک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تعریف کی ہے! آپ نے نہج البلاغۃ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے صاف وشفاف نکھرے نکھرائے اور عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا رخصت ہوئے دنیا کی خیر کی توفیق سے بہرہ ور اور اس کے شر سے دور تر رہے۔ اللہ کی

اطاعت وفرمانبرداری کو انہوں نے اپنا شیوہ بنایا اور اللہ کا جتنا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اتنا تقویٰ اختیار کیا۔اس حال میں آپ رضی اللہ عنہ نے دنیا کو خیر باد کہا۔'' ❶

اس طرح کے مقامات پر تعریف دیکھ کر شیعہ حضرات حیران اور سرگرداں نظر آتے ہیں شیعہ حضرات ایسے اقوال کو تقیہ پر محمول کرڈالتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی خاطر اس طرح کا بیان دیدیا ہے جو شیخین کی خلافت کے جواز اور صحت کے قائل تھے شیعوں کا یہ معتقد اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو دھوکہ دینا چاہا! جس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بزدل اور کم ہمت تھے اور ان باتوں کا اظہار کرتے تھے جو دل میں نہ رکھتے تھے العیاذ باللہ! اور یہ بات شیعوں کے اس دعویٰ کے خلاف ہے جو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری اور ان کی حق گوئی و بیباکی کے بارے میں کیا کرتے ہیں۔

**سوال ۱٤۳:** ......جیسا کہ یہ بات معروف ومشہور ہے کہ شیعہ حضرات اپنے ائمہ کرام کی عصمت کا زور وشور سے دعویٰ کرتے ہیں یہ دعویٰ ان مختلف روایات کے سامنے دم توڑ جاتا ہے جن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ کی حیثیت دوسرے انسانوں کی طرح بشر کی ہے جن سے سہواً غلطیاں اور لغزشیں سرزد ہوجایا کرتی ہیں حتیٰ کہ شیعی عالم مجلسی نے تو اس قضیہ پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ ''عصمت کا مسئلہ بڑا ہی نازک ہے! کیونکہ ائمہ کرام کے بارے میں بہت سی روایات اور آثار دلالت کرتے ہیں کہ ان سے سہواً لغزش سرزد ہوسکتی ہے۔ ❷

**سوال ۱٤٤:** ......شیعوں کے گیارہویں امام شیخ حسن عسکری کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اپنا خلف رشید نہ چھوڑا کیونکہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام عثمان بن سعید تھا نے یہ دعویٰ کرڈالا کہ وہ حضرت عسکری (علیہ السلام) کا ایک لڑکا ہے جس کی عمر ۴ سال ہے اور وہ بذات خود اس کا مقرر کردہ ناصبی ہے۔

---

❶ نهج البلاغه ،ص : ۳۵۰ تحقیق : صبحی صالح۔ ❷ بحار الانوار : ۳۵۱/۲۵۔

شیعوں پر انتہائی زیادہ تعجب ہے ایک طرف تو شیعوں کے نزدیک قاعدہ کلیہ ہے کہ ان کے اصولی مسائل کے میں ان کے امام معصوم ہی کے قول کا ہی اعتبار ہوگا اور یہاں پر وہ اہم ترین اعتقاد میں محض ایک عام شخص کے دعویٰ کو، جو کہ غیر معصوم ہے، بطور حجت مانتے اور تسلیم کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

**سوال ۱٤٥** : ......شیعہ، حضرت مروان بن حکم رحمہ اللہ کی شخصیت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی ذات کو ہر طرح سے آلودہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے ہی قول کی تردید کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما مروان بن الحکم رحمہ اللہ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ [1]

اور عجیب بات تو یہ ہے کہ معاویہ بن مروان نے رملہ بنت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی!، جیسا کہ انساب والوں نے ذکر کیا ہے [2] اور اسی طرح زینب بنت الحسن (المثنیٰ) کی شادی ولید بن عبدالملک سے ہوئی تھی۔ [3]

**سوال ۱٤٦** : ......شیعوں کے اعتقاد کے مطابق ان کے امام کا بالغ ہونا شرط ہے [4] پھر انہوں نے کے برعکس روش اختیار کی ہے اور محمد بن علی جن کو الجواد کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ کی امامت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ وہ اپنے والد علی الرضا کی وفات کے وقت سن بلوغ تک نہیں پہنچے تھے۔

**سوال ۱٤٧** : ...... شیعہ حضرات اپنے امام غائب مہدی المنتظر کے بارے میں بہت سے قصے کہانیاں گڑھتے ہوئے، دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی ولادت ہوئی تو اس پر آسمان سے پرندے اترے جو اس کے سر چہرے اور اس کے پورے بدن کو اپنے پروں سے جھاڑتے پونچھتے

---

[1] بحار الانوار: ۱۰/۱۳۹ اور النوادر للراوندی ص : ۱٦۳۔

[2] نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ٤٥ : اور جمھرۃ انساب العرب لابن حزم، ص : ۸۷۔

[3] نسب قریش، ص : ۵۲ اور جمھرۃ انساب العرب ، ص ۱۰۸۔

[4] الفصول المختارۃ للمفید ص : ۱۱۲۔ ۱۱۳۔

تھے جب وہ اچھی طرح جھاڑ پونجھ چکے تو وہ پھراڑ کر آسمان کی طرف روانہ ہو گئے! جب اس قصے کے بارے میں ان کے والد کو اطلاع دی گئی تو وہ مسکرا کر فرمانے لگے کہ یہ آسمانی فرشتے تھے جو اس مولود سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے نازل ہوئے تھے اور جب اس کا خروج ہوگا تو یہی پرندے، یعنی ملائکہ ان کے مددگار ہوں گے۔ [1] یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ملائکہ امام مہدی منتظر کی مدد و نصرت کے لئے تیار کھڑے ہیں تو پھر امام صاحب کو کس بات کا خوف ہے اور مارے خوف و دہشت کے امام صاحب غار میں کیوں پناہ گزیں ہیں؟

**سوال ۱۴۸:** ...... شیعوں نے امام کے اصول وقواعد اور قوانین وضوابط بنار کھے ہیں: ان میں سے یہ بھی ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے باپ کے بیٹوں میں سے سب سے بڑا ہو اور اس کو صرف امام ہی غسل دے اور رسول ﷺ کی زرہ اس کے بدن پر فٹ آتی ہو وہ لوگوں میں علمی اعتبار سے سب سے بلند مرتبہ ہو اور اس کو نجاست وغیرہ لاحق نہ ہوتی ہو اور اس کو احتلام کی شکایت نہ ہو اور وہ علم غیب جانتا ہو۔۔۔الخ۔

لیکن شیعہ خود اپنے بنے ہوئے جال میں اس وقت الجھ جاتے ہیں جب کہ بعد کے زمانے میں ان مذکورہ شروط کی رو سے خود انہیں کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے!! کیونکہ ہم تاریخ دیکھتے ہیں ہے کہ شیعوں کے میں سے بعض ائمہ ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے نہیں تھے، جیسے کہ امام موسیٰ کاظم اور امام حسن عسکری رحمہما اللہ تعالیٰ، اور بعض ایسے بھی ائمہ ہوئے ہیں جن کو امام نے غسل نہیں دیا ہے جیسے کہ علی الرضا جن کو ان کے بیٹے محمد الجواد نے غسل نہیں دیا کیونکہ اس وقت کی عمر ۸ سال سے زیادہ نہیں تھی، اسی طرح امام موسیٰ کاظم کا معاملہ ہے اسے بھی اس کے بیٹے علی رضا نے غسل نہیں دیا کیونکہ اس موقع پر وہ اپنے باپ کے پاس موجود نہیں تھے بلکہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے بیٹے علی زین العابدین غسل نہ دلا سکے کیونکہ غسل دلانے کے وقت آپ صاحب فراش تھے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: روضۃ الواعظین, ص: ۲۶۰۔

اسی طرح ان میں سے بعض ائمہ ایسے گزرے ہیں جن پر نبی کریم ﷺ کی زرہ فٹ نہیں آ سکتی تھی، جیسے کہ امام محمد الجواد ہے جو اپنے والد کی وفات کے وقت ۸ سال سے متجاوز نہیں تھا اسی طرح اس کے صاحبزادے علی بن محمد کا صغر سنی میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔

اسی طرح ان میں بعض ائمہ ایسے بھی گزرے ہیں جو علمی شان نہیں رکھتے تھے، جیسے کہ وہ جو کم سن تھے اور بعض ائمہ تو وہ تھے کہ شیعوں کی روایات کے مطابق جن کے بارے میں تضاد وارد ہوا ہے کہ ان کو احتلام ہوتا تھا اور انہیں جنابت بھی پہنچتی تھی جیسے کہ حضرت علی اور ان کے دونوں بیٹے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جیسا کہ شیعوں نے ان کے بارے میں صراحتاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد (مسجد نبوی) میں جنابت کا مرتکب ہو سوائے اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے رہا علم غیب جاننے کا معاملہ تو یہ ایسا صاف جھوٹ ہے جس کی تردید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب ہم یہ باتیں دیکھتیہ یں کہ ان کے بعض امام بقول شیعہ زہر نورانی سے فوت ہوئے ہیں تو علم غیب کدھر گیا؟ [1]

**سوال ۱۴۹:** ...... شیعوں کا دعویٰ ہے کہ امام کے لیے ضروری اور واجب ہے کہ وہ منصوص علیہ ہو۔ اگر واقعی معاملہ ایسا ہوتا تو پھر ہمیں ان کے مختلف فرقوں کے مابین امامت کے مسئلے میں اختلافات کی بھر مار نظر نہ آتی ان کا ہر ایک فرقہ اپنے امام کے منصوص علیہ ہونے کا مدعی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ کون سی وجہ امتیاز ہے جو ایک فرقہ کو دوسرے فرقے سے ممتاز کرتی ہے؟ مثال کے طور پر فرقہ کیسانیہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حنفیہ منصوص علیہ امام ہیں اسی طرح بقیہ ائمہ کے بارے میں بھی اختلافات وارد ہیں۔

**سوال ۱۵۰:** ...... بعض شیعہ حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ۔ جس بہتان سے اہل افک نے ان کو متہم قرار دیا تھا بعینہٖ وہی بہتان ان پر لگاتے ہیں، تو ان کو جواباً کہنے کے ہم مجاز ہیں کہ آپ رسول اللہ کو اگر اس کا علم تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر حد کیوں قائم نہ کی

---

[1] عیون أخبار الرضاء : ۲/ ۶۰۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو بطور حد میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا'' [1] اور ہمیں حیرت ہے کہ تمہارے امام منصوص علیہ السلام نے بھی ان پر حد قائم نہ کی حالانکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کو حدود اللہ کے قیام میں نڈر کہا جاتا ہے جس کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب خلیفہ متعین ہوئے تو انہوں نے بھی ان پر حد کیوں نہ قائم کی؟

**سوال ۱۵۱:** ...... شیعوں کا اعتقاد ہے کہ ان کے ائمہ کرام، علم وفضل کا خزینہ ہیں ائمہ کو ایسی کتابیں اور اتنا علم ومعرفت وراثت میں مل گیا ہے جو ان سے پہلے کبھی بھی کسی کو نہ ملا ہوگا۔ مثال کے طور پر ان کے پاس (صحیفة الجامعة) اور (کتاب علی) اور (العبیطة) اور (دیوان الشیعة) اور (جفر) ہے یہ تمام کے تمام وہمی اور فرضی صحف ہیں جن میں ہر وہ بات موجود ہے جس کی لوگوں کو عموماً ضرورت پڑتی ہے۔

عجیب وغریب بات یہ ہے کہ یہ صحیفے جن کا شیعہ حضرات دعویٰ کرتے ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز بھی موجود ہوتی تو اس تاریخ کا دھارا ہی بدل جاتا اور ان کے ائمہ حکومت کی کرسی تک پہنچنے میں کبھی عاجز نہ ہوتے، نہ ہی شدائد کی آندھیاں ان کو اپنے گرداب میں لیتیں، نہ ہی ان لوگوں کو جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑتے اور نہ ہی کوئی ان میں سے میدان کارزار میں جان دیتا، نہ ہی کوئی مسموم ہو کر قربانی کی نذر ہوتا جیسا کہ شیعوں کا اعتقاد ہے اور نہ ہی ان کے امام کو قتل کے ممکنہ خوف سے غار میں پناہ گزیں ہونا پڑتا

**سوال ۱۵۲:** ...... یہ بھی سوال ہے کہ وہ مصادر آج کہاں ہیں؟ اور آپ کے امام منتظر کس چیز کے انتظار میں ہیں وہ انہیں لے کر لوگوں کے سامنے کیوں نہیں کرتے؟ ہم آپ سے پوچھتے ہیں: کیا لوگوں کو دینی اعتبار سے ان کی ضرورت ہے؟ اگر آپ حضرات کا جواب اثبات میں ہے، تو ہم کہتے ہیں جب سے ان کے امام مزعوم روپوش ہوئے ہیں ان نسلوں کا کیا قصور ہے

---

[1] رواہ البخاری.

کہ انہیں معرفت وہدایت کے خزینوں سے محروم رکھا گیا ہے؟ اور اگر امامت کو ضرورت نہیں ہے تو اتنے بلند و بانگ دعووں کی ضرورت کیا تھی؟ پ شیعہ کو اس سے حقیقی مصدر ہدایت سے دور کیوں رکھا جارہا ہے؟۔

**سوال ۱۵۳:** ...... شیعہ حضرات نے اپنی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ کی طرف روانگی اختیار کرنا اہل کوفہ کا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غداری اور دھوکہ بازی سے پیش آنا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا یہ سب اُن لوگوں کے سبب ہوا جنہوں نے آپ سے وفاداریاں تبدیل کرلیں۔ اگر حضرت امام حسین مستقبل کے حال واحوال سے واقف تھے جیسا کہ وہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں تو آپ ہرگز ہرگز ان کے پاس نہ جاتے۔

**سوال ۱۵٤:** ...... شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے بارہویں امام کی روپوشی کا سبب قتل کا خوف ہے ان سے سوال ہے کہ ان سے پہلے کے ائمہ کو قتل نہیں کیا گیا؟

**سوال ۱۵۵:** ...... شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ احادیث کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام سے وارد احادیث پر ہی بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں [1] شیعوں کے اس دعویٰ میں حقیقت سے اغماض، دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ وہ اپنے بارہ ائمہ میں سے ہر ایک کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر فائز سمجھتے ہیں جو ہوا پرستی کی بنیاد پر نہیں بولتا اور اس کا قول اللہ اور رسول کے قول کے ہم پلہ ہے اس لئے ان کی کتابوں میں شاذ و نادر ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وفرامین مل پائیں گے کیونکہ انہوں نے اپنے ائمہ سے وارد اقوال پر ہی اکتفاء کیا ہے۔ اور یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ انہوں نے اہل بیت علیہم السلام سے وارد اقوال وآراء کو بطور حجت تسلیم کیا ہے، بلکہ انہوں نے تو صرف اور صرف اپنے ائمہ سے منقول اقوال وآراء ہی پر اعتماد کیا ہے اور بس وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو کسی خاطر ہی میں نہیں لاتے۔

**سوال ۱۵٦:** ...... شیعوں سے یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ تم لوگ اسی نص کو لائق

---

[1] اصل الشیعة واصولها لمحمد حسین آل کاشف الغطاء، ص: ۸۳۔

اعتناء سمجھتے ہو جو تمہارے ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہو جیسا کہ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے اور یہ بدیہی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ لوگوں کے ائمہ میں سے کسی امام نے بھی اپنے ہوش وحواس کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے۔ کیا تن تنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بس کی بات تھی کہ وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت طیبہ اپنے بعد کی نسلوں کے لئے نقل کریں؟ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے! کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب متعین کر کے مہمات پر بھیج دیا کرتے تھے اور کبھی اپنا خلیفہ متعین کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مہم پر روانہ ہوا کرتے تھے جس کا آپ لوگوں کو خود اعتراف ہے؟!! تو پتہ یہ چلا کہ ہمہ وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں نہیں رہا کرتے تھے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی خانگی زندگی کیوں کر نقل کر سکتے تھے جسے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن نے بالخصوص بیان کیا ہے؟

یہاں یہ بات صاف طور پر واضح ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سارے اجزاء کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے تن تنہا احاطہ کرنا ممکن تھا اور نہ ہی ان کے بس میں تھا۔

**سوال ۱۵۷ :** ...... یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اکثر وبیشتر اسلامی ممالک میں ان علوم اسلامیہ کی ترویج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغیر ہوئی حتیٰ کہ عام مبلغین جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تبلیغ واشاعت کی ہے، ان کا تعلق اہل بیت علیہم السلام سے نہیں ہے۔ چنانچہ مبلغین کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اسلام کا داعی بنا کر بھیجا وہ مدینہ میں انصار کو قرآن پڑھاتے اور ان کو دین کی تعلیم سے بھی آشنا کرتے رہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن حضرمی کو بحرین تبلیغ دین کی خاطر روانہ فرمایا تھا، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن روانہ فرمایا اور حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ ان تمام مبلغین میں سے ایک مبلغ بھی اہل بیت سے تعلق نہیں رکھتا ہے تو شیعہ حضرات کا کہاں گیا یہ دعویٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبلغین

میں وہی شخص ہوسکتا ہے جو اہل بیت سے تعلق رکھتا ہو۔

**سوال ۱۵۸ :** ...... شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان تک حلال اور حرام اور مناسک حج وعمرہ کا علم صرف اور صرف حضرت ابوجعفر الباقر کے ذریعے سے پہنچا ہے یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذرہ برابر معلومات نہیں پہنچی ہیں! شیعوں کے اسلاف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے وارد علوم و معارف کے پابند ہوا کرتے تھے اور ان کے مطابق عبادات سرانجام دیا کرتے تھے خود ان کی کتابیں شہادت کے لئے کافی وشافی ہیں ان کی کتابوں میں وارد ہے کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے قبل شیعہ حضرات مناسک حج اور اپنے دین میں حلال وحرام کے اصول وقواعد سے ناآشنا تھے چنانچہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے ان کو مناسک حج وعمرہ اور حلال وحرام کے اصول وضوابط کی تشریح کرکر کے بتلائی لوگ ان کی طرف رجوع کرنے لگے جب کہ اس سے پہلے وہ مختلف لوگوں کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ❶

**سوال ۱۵۹ :** ...... شیعہ حضرات کے متضاد تفردات میں سے ایک عجیب وغریب بات یہ بھی ہے کہ جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس نے مہدی منتظر کا دیدار کیا ہے وہ عادل اور صادق ہے چنانچہ شیعوں کا کہنا ہے کہ جو شخص امام کے غائب ہونے کے بعد ان کے دیدار سے مشرف ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کشادگی کو جلد لائے اور تمام قسم کی آفتوں اور مکروہ کے وقت ہمیں ان پر فدا کریہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ایسا شخص لازماً عدلت کے اعتبار سے بڑے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔ ❷

ان لوگوں سے کہا جائے کہ تم لوگ یہی حکم ان لوگوں کے بارے میں کیوں روانہیں رکھتے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنفس نفیس دیکھا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمھاری حجۃ سے

---

❶ اصول الکافی : ۲/ ۲۰ اور تفسیر العیاشی : ۱/ ۲۵۲۔ ۲۵۳ اور البرھان : ۱/ ۳۸۶ رجال الکشی، ص ۴۲۵۔

❷ تنقیح المقال : ۱/ ۲۱۱۔

کہیں اعلیٰ اور اعظم ہیں؟

**سوال ۱۶۰:** ...... شیعہ حضرات کے تضادات میں سے ایک منفرد قسم کا تضاد یہ بھی ہے کہ وہ اس شخص کی روایت کو مردود قرار دیتے ہیں جو ان کے اماموں میں سے کسی ایک امام کا بھی انکار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایت کو مردود قرار دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس اصول پر، اس شخص کے ساتھ معاملہ نہیں کرتے ان کے سلف میں سے جس نے بعض ملائکہ کا انکار کیا ہے چنانچہ ان کے شیخ الحر العاملی نے پورے جزم و یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ فرقہ امامیہ نے فرقہ فطحیہ [1] اور فرقہ واقفیہ [2] اور فرقہ ناووسیہ [3] سے مروی آثار واخبار پر عمل کیا ہے حالانکہ یہ مذکورہ تینوں فرقے شیعہ کے بارہ اماموں میں سے بعض ائمہ کے منکر ہیں اس کے باوجود ان روایات واخبار کو قبول کیا گیا ہے [4] یہ لوگ یہی معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ روا نہیں رکھتے۔

**سوال ۱۶۱:** ...... علمائے شیعہ کی ایک بہت بڑی تعداد کا اعتقاد یہ ہے کہ ان کی کتاب کافی میں صحیح روایات بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں اور موضوع بھی ہیں شیعوں میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کتاب کو امام مہدی منتظر کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے اس نے اس کتاب کے متعلق بلاشبہ یہ فرمایا:

ہمارے شیعہ کے لیے کافی ہے۔" [5] سوال یہ ہے کہ امام مہدی نے اس میں موجود موضوع

---

[1] عبداللہ الافطحا بن جعفر الصادق کے متبعین ہیں۔

[2] یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے موسیٰ بن جعفر پر وقف کر دیا اور ان کے بعد والوں کی امامت کے منکر ہیں۔

[3] یہ اس شخص کے متبعین میں ہیں جس کا نام (ناووس) یا ابن ناووس تھا، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جعفر بن محمد ابھی تک زندہ ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔

[4] مثال کے طور پر رجال الکشی صفحات نمبر: ۵۶۳، ۵۶۵، ۵۷۰، ۶۱۲، ۶۱۶۔ ۵۹۷، ۶۱۵۔

[5] مقدمۃ الکافی لحسین علی، ص: ۲۵۔ اور روضات الجنات للخوانساری: ۶/۱۰۹ اور الشیعۃ لمحمد صادق الصدر، ص: ۱۲۲۔

روایات پر اعتراض کیوں نہیں کیا؟

**سوال ۱۶۲:** ...... شیخ الھمدانی مصباح الفقیہ میں رقمطراز ہیں ''اجماع کے حجت ہونے کا دارومدار جس پر متاخرین کی رائے ٹھہرے تمام لوگوں کے اتفاق کرنے پر نہیں ہے اور نہ ہی ایک زمانے کے لوگوں کے متفق ہونے پر ہے بلکہ امام معصوم کی رائے کو غور وخوض اور ظن وتخمین کے ذریعہ معلوم کرنے پر ہے۔'' ❶ یہ لوگ اپنے امام غائب کی رائے کو اجماع سے تاکید کرنے والے ہوتے ہیں، غوروخوض اور ظن وتخمین کے ذریعے جانتے پہنچاتے ہیں! ذرا ان کے تضادات کو ملاحظہ فرمایئے کہ شیعوں نے اپنے غوروخوض اور ظن وتخمین کو اپنے لئے لائق اعتماد بنالیا ہے اور اجماع سلف ان کے نزدیک قابل اعتماد نہیں ہے۔

**سوال ۱۶۳:** ...... شیعوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کے علماء میں شیخ ابن بابویہ القمی کا بھی شمار ہوتا ہے اور وہ ''من لا یحضرہ الفقیہ'' نامی کتاب کے مؤلف بھی ہیں جس کتاب کا شیعوں کی ان چار کتابوں میں شمار ہوتا ہے، جن پر وہ عمل پیرا ہیں، اسکے متعلق شیعوں نے اعتراف کیا ہے کہ ابن بابویہ ایک مسئلہ میں ایک اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسی مسئلہ میں دوسرے اجماع کا بھی دعویٰ کردیتے ہیں۔

جو پہلے اجماع کے برعکس ہوتا ہے ❷ یہاں تک کہ ان کے علماء میں سے ایک نے کہہ دیا ہے کہ ''جس شخص کا اجماع کے دعویٰ کے بارے میں یہ طریقہ ہو اس پر پورا اعتماد کیسے کیا جاسکتا ہے اور کیسے اس کی نقل کردہ روایات پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔''

**سوال ۱۶۴:** ...... شیعوں کے عجائبات اور غرائبات میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں ان دونوں اقوال میں ایک قول کا قائل معروف ہو اور دوسرے قول کا قائل معروف نہ ہو تو ان کے نزدیک درست قول وہی ہے جس کا قائل غیر معروف ہو کیونکہ

---

❶ مصباح الفقیہ، ص ۴۳۶ اور الاجتہاد والتقلید، ص: ۱۷۔

❷ جامع مقال فیما یتعلق باحوال الحدیث والرجال الطریحی، ص: ۱۵۔

غیر معروف قول کے بارے میں شیعوں کا گمان ہوتا ہے کہ وہ امام معصوم کا قول ہوسکتا ہے۔ شیعوں کے شیخ العاملی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس قول پر تنقید کی ہے کہ مجہول النسب کو ان میں داخل کرنے کی شرط لگانا تعجب اور حیرت کی بات ہے اس پر کونسی دلیل ہے؟ ہمیں تعجب ہے کیا اس علم یقینی حاصل ہوسکتا ہے کہ وہی معصوم ہیں یا ان کے معصوم ہونے کا گمان ہے؟ [1]

**سوال ۱۶۵:** ...... شیخ مجلسی کہتا ہے کہ قبر کی طرف منہ کرنا لازم ہے اگرچہ وہ قبر قبلہ رخ بھی نہ ہو اور [2] ایسا بزعم شیعہ نماز دوگانہ برائے زیارت قبر کے موقع پر کیا جائے گا۔

اور عجیب وغریب بات یہ ہے کہ قبروں کو مصلیٰ گاہ بنانے اور قبلہ بنانے کے سلسلہ میں شیعوں کی مذہبی کتابوں میں ان کے ائمہ آل بیت علیہم السلام کی طرف سے ممانعت بھی وارد ہے، لیکن وہ ائمہ کی اس ممانعت کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ کہ جو بات ان کے مزاج کے خلاف ہوئی اس کو فوراً تقیہ پر محمول کردیا۔

**سوال ۱۶۶:** ...... شیعہ حضرات حدیث غدیر خم میں کا اکثر وبیشتر تذکرہ کیا کرتے ہیں:

"اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ."

''میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد کرواتا ہوں۔

جب کہ خود شیعہ حضرات ہی اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ اس فرمان اور وصیت نبوی کی مخالفت میں صف اول میں کھڑے ہیں کیونکہ انہوں نے اہل بیت میں سے اکثر وبیشتر سے عداوت ودشمنی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

**سوال ۱۶۷:** ...... شیعوں سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نص صریح کا کتمان کیا ہے تو صحابہ کرام اس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل اور اوصاف وکمالات کا کتمان بھی ضرور کرتے

---

[1] بحار الانوار: ۱۰۱/۳۶۹۔

[2] مقتبس الاثر: ۳/۶۳۔

اوران کی شان میں وارد ایک چیز بھی بیان نہ کرتے، اور یہ خلاف حقیقت ہے اس سے معلوم ہوا اگران کی امامت کے بارے میں کچھ وارد ہوتا تو اس کا ضرور ذکر آتا بلکہ اسے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا کیونکہ خلافت کے سلسلہ میں نص صریح ایک عظیم الشان واقعہ ہے اور عظیم الشان واقعات خود بخود مشہور ومعروف ہو جاتے ہیں جن کو کھلم کھلا بیان کیا جاتا ہے اگران کی خلافت کی نص مشہور ومعروف ہوتی تو موافق ومخالف دونوں کے علم میں اس کا وجود ہوتا۔

**سوال ۱۶۸ :** ...... شیعوں سے یہ بات بھی مروی ہے کہ حسن عسکری علیہ السلام، یعنی ان کے امام منتظر علیہ السلام کے والد محترم نے ان کی خبروں کی پردہ پوشی کا حکم دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر کوئی بھی ان کے بارے میں اخبار وآثار نقل کرے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ثقہ اور معتبر راوی ہو پھر شیعہ حضرات اس بات میں تناقض کا شکار ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں ہے کہ جو شخص امام محترم کی معرفت نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو جانتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کررہا ہے اور اگر خدانخواستہ وہ اسی حال میں مرگیا تو وہ حالت کفر اور نفاق میں مرا۔ [1]

**سوال ۱۶۹ :** ...... ان شیعہ حضرات سے پوچھا جائے جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مہدی منتظر کو عمر مدید عطاء فرماتے ہوئے اس مخلوق کی حاجت اور ضرورت کے پیش نظر ، بلکہ سارے عالم کی حاجت روائی کی غرض سے ان کی عمر میں سیکڑوں سال کا اضافہ فرما دیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجت اور ضرورت کے پیش نظر بنی آدم میں سے کسی شخص کی عمر میں درازی فرماتا تو رسول اللہ ﷺ کی عمر میں درازی فرماتا لیکن ایسا نہیں ہے۔

**سوال ۱۷۰ :** ...... شیعہ حضرات امام حسن عسکری کے بھائی جعفر، کے فرمان کو قبول نہیں کرتے ہیں کہ ان کے بھائی حسن نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اس لئے کہ وہ غیر معصوم ہیں [2] مگر یہی لوگ حسن عسکری کے صاحبزادے کے اثبات میں عثمان بن سعید کے دعویٰ کو

---

[1] اصول الکافی : ۱/ ۱۸۱۔ ۱۸۴۔

[2] الغیبۃ، ص : ۱۰۶۔ ۱۰۷۔

قبول کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی غیر معصوم ہے آخر اتنا ایک ہی محل میں اور تضاد کیوں؟

**سوال ۱۷۱:** ...... شیعوں کے مشہور عقائد میں سے عقیدۂ طینۃ ہے چکا ہے! اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیعہ کو خاص مٹی سے پیدا کیا ہے اور اہل سنت والجماعت کو دوسری خاص مٹی سے کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انداز سے دونوں مٹیوں کو ملا کر خلط ملط کر دیا، لہٰذا اگر شیعوں میں کسی قسم کے معاصی و جرائم ہیں تو یہ سنی کی مٹی سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہیں اور اہل سنت والجماعت میں جو بھی نیکی اور امانت داری ہے تو وہ شیعہ کی مٹی سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہے، چنانچہ قیامت کے دن شیعوں کی نافرمانیاں اور ان کے کبائر وصغائر ذنوب کٹھے کیے جائیں گے اور ان کو سنیوں کے اوپر لاد دیا جائے گا اور اہل سنت والجماعت کی نیکیاں اور ان کے اچھے اعمال جمع کئے جائیں گے اور وہ شیعہ کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں۔

شیعوں کے ذہن سے یہ بات محو ہوگئی کہ ان کے اس ایجاد کردہ عقیدہ کا ری ایکشن یہ ہے کہ یہ عقیدہ قضاء وقدر اور افعال عباد کے بارے میں ان کے مذہب کے عین منافی ہے کیونکہ اس عقیدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کے اعتبار سے مجبور محض ہے اس کو کسی چیز کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس کے افعال کا تعلق اس مٹی سے ہے جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے جبکہ شیعوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے فعل کا بذات خود خالق ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے۔

**سوال ۱۷۲:** ...... علمائے شیعہ اثنا عشریہ اکثر و بیشتر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انصار صحابہ کی محبت اور تعلق قلبی کا بڑے جوش وخروش کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگ صفین کے موقع پر آپ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی فوج میں شامل تھے مگر سوال یہ ہے کہ انصار یہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ منتخب کیوں نہیں کیا اور اپنی دورِ خلافت امام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کیوں دی؟ آپ اس کا شافی وکافی اور تسلی بخش جواب ان کے پاس ہرگز نہیں پائیں گے۔

جب ہم نے شیعوں کی ان کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں جو انصار صحابہ کرام کی تعریف اور مدح سرائی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ موقعہ صفین میں

ساتھ دیا تھا بالکل یہی کتابیں حادثہ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد انہی صحابہ کرام کو ارتداد اور انقلاب علی الاعقاب سے متصف کرتی دکھائی دیتی ہیں!

شیعوں کے نزدیک اصحاب رسول ﷺ کے لیے میزان نقد عجیب وغریب ہے۔ اگر صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کی حمایت میں ہیں تو خیر الناس ہیں اور اگر کہیں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کے خلاف ہیں یا انہوں نے اس نظریہ کے خلاف اپنی رائے پیش کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر ساتھ۔ وہ بزعم شیعہ مرتد، مطلب پرست اور دورخے ہیں۔

اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے اس گروپ کے صحابہ کرام پر اس لئے ارتداد اور اسلام سے روگردانی کا حکم لگایا ہے کہ انہوں نے اس نص صریح کا انکار کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے، تب اس قسم کے خیال والوں سے میرا کہنا یہ ہے کہ کیا شیعہ اثنا عشریہ اس بات کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتے کہ حدیث غدیر خم متواتر ہے اور سیکڑوں صحابہ کرام نے اس حدیث کی روایت کی ہے؟ کہاں ہے وہ انکار جس کا تم دعویٰ کر رہے ہو تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد نص کا انکاری کیسے ہوا۔

اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ کرام کے اس گروپ نے اس نص کے معنی کا انکار کیا ہے تو ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ کون سی ایسی شخصیت ہے جس نے اس بات کا تمہارے لئے تزکیہ پیش کیا ہے کہ تم نے حضرت علی کے بارے میں وارد حدیث میں جو رائے اختیار کی ہے وہی مبنی بر حق ہے؟ کیا تم صحابہ رسول ﷺ سے زیادہ حدیث کی غرض وغایت اور اس کے مفہوم و مدعا کا ادراک رکھنے والے ہو۔ وہ اس روحانی اور نورانی ماں کے پروردہ ہیں جس میں انہوں نے بنفس نفیس درس حدیث کو اپنے کانوں سے سنا ہے۔ کیا تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ عربی زبان میں سترس اور عبور رکھنے والے ہو۔ جس کی بنیاد پر تم فہم وادراک کے اس مقام پر پہنچ گئے ہو جہاں تک (العیاذ باللہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھی رسائی نہ ہو سکی۔ [1]

---

[1] ثم ابصرت الحقیقة، محمد سالم الخضر، ص: ۲۹۱۔ ۲۹۲۔

**سوال ۱۷۳:** ...... ہمارے سامنے دوفریق ہیں ایک فریق تو وہ ہے جو کتاب اللہ میں تحریف وتبدیل کے وقوع پذیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، ان میں سرفہرست نوری طبرسی کا نام آتا ہے جو کتاب المستدرک کا مؤلف ہے اس کتاب کو شیعوں کے نزدیک حدیث کی آٹھ اصولی کتابوں میں سے ایک گردانا جاتا ہے نوری طبرسی نے اس سلسلہ میں فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے اس میں قرآن اوراس میں تحریف کے واقع ہونے کے بارے میں بیان کرتا ہے اس کی عبادت یہ ہے! ''قرآن کریم کے اندر تحریف کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعض فقرات میں تو فصاحت وبلاغت اپنی اوج کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور بعض میں انتہائی گھٹیا پن ہے!

سید عدنان بحرانی کہہ رہا ہے کہ قرآن کے بارے میں اخبار ونقول کی اتنی کثرت ہے جس کا نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کی تعداد تواتر سے بھی آگے پہنچ چکی ہے اوراس کے نقل کرنے میں نہ ہی کوئی خاطر خواہ فائدہ ہے کیونکہ تحریف وتغیر کے بارے میں فریقین کی بیان بازی عام ہو چکی ہے اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے نزدیک مسلمہ حقیقت یہ ہے کہ بلکہ فرقہ م حققہ کا اس پر اجماع بھی ہے اور چونکہ یہ ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے لہٰذا اس کے بارے میں ان کی اخبار وآراء کی بھر مار ہے۔ [1]

یوسف البحرانی یہ کہہ رہا ہے کہ اخبار وآثار میں جو دلالت صریحہ اور واضح ہے اسی کو ہم نے بطور دلیل اختیار کیا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے یہ چیز ہر اس شخص پر واضح ہے جو ہمارے اختیار کو دیکھے گا تو اسے شفاف دین کی جھلک نمایاں ملے گی، اگر ان مشہور ومعروف اور کثیر تعداد منتشر اخبار کو ہدف طعن بنایا گیا تو پھر شریعت کے تمام اصول وقواعد کو ہدف طعن بنانا ممکن ہوگا، کیونکہ اصول سارے کے سارے ایک ہی ہوا کرتے ہیں یعنی طرق روایات اور مشائخ رواۃ ایک ہی ہیں اور میری عمر کی قسم قرآن میں عدم تغیر وتبدیل کے قول سے ائمہ کے بارے حسن ظن کو ٹھیس نہیں

---

[1] مشارق الشموس الدریة، ص: ۱۲۶۔

پہنچتی اور یہ بات بھی اپنی جگہ پر ثابت ہو جاتی ہے کہ دوسری ضمنی قسم کی امانتوں میں خیانتوں کے ظہور کے باوجود جو کہ دین اسلام کے لئے بہت ہی ضرر رساں ہیں، انہوں نے امامت کبریٰ میں کسی طریقہ کی خیانت نہیں کی ہے۔ [1]

اس فریق کا قرآن کریم میں طعن کا واضح ہدف یہی ہے کہ یہ قرآن کریم میں تحریف کو زور وشور سے ثابت کر دیا جائے۔

دوسرا فریق شیعہ اثنا عشریہ کا ہے یہ لوگ صحابہ کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ) سونپ دی تھی۔

پہلا گروپ جس نے کتاب اللہ پر طعن بازی کی ہے ان کی طرف سے علماء شیعہ اثنا عشریہ معذرت کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اتنا کہتے ہیں کہ ان سے لغزش سرزد ہو گئی ہے گویا ان لوگوں نے اجتہاد کیا اور تاویل کرنے کی کوشش کی اور ضروری نہیں کہ ہم ان کے اجتہاد ورائے سے اتفاق کریں۔ ہم اہل سنت والجماعت کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کتاب اللہ کی حفاظت اور اس کی تحریف کا مسئلہ میدان اجتہاد کیسے بن گیا؟ اس مجرم کے قول میں کون سا اجتہادی نکتہ ہے؟ جس کا بیان ہے کہ قرآن کریم میں گھٹیا اور کم وزن آیات ہیں: اللہ کی قسم! یہ تو قیامت کبریٰ کے مترادف مصیبت ہے۔

## تحریف کے قائلین علمائے شیعہ اثنا عشریہ کے نظریات ملاحظہ کریں

سید علی میلانی اپنی کتاب عدم تحریف القرآن ص ۳۴ کے صفحہ پر مرزا نوری طبرسی کی مدافعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا نوری طبرسی کا کبار محدثین میں شمار ہوتا ہے اور ان کا احترام کرتے ہیں کیوں کہ وہ ہمارے اکابر علماء میں سے ایک ہیں ہم ذرہ برابر ان کے بارے میں گستاخی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا ہمارے لئے کسی صورت میں جواز پیدا ہوتا ہے مگر ان کا یہ موقف سراسر حرام ہے۔ بلاشبہ وہ ہمارے اکابر علماء میں محدث کبیر کہلاتے ہیں ذرا آپ شیعوں کی

[1] الدالنجفیه: لیوسف البحرانی، مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث، ص: ۲۹۸۔

عبارت کے تضاد کو ملاحظہ فرمائیے۔ ❶

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ﴾

(الاعراف : ۳)

''تم اس چیز اتباع کرو جو تمہارے رب کی کا جانب سے تمھاری طرف نازل کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سرپرستوں کی اتباع مت کرو۔''

یہ آیت اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی دوسرے کی اتباع کے بطلان کے بارے میں نص صریح ہے لیکن شیعوں کے نزدیک امامت کا فرض ہونا ضروری امر ہے تا کہ امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد عہد و میثاق کے بندوں پر تنفیذ کا فریضہ انجام دیں۔ امام کا یہ فریضہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو دین کی ان چیزوں کی معرفت کروائیں جسے وہ چاہتے نہیں ہیں، جس دین کو نبی کریم ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب قرآن کریم کے ذریعہ فیصلہ کرنے کا کہا گیا اور انہیں اس بات کی خبر دی گئی کہ قرآن کریم حق ہے اگر علی رضی اللہ عنہ کا موقف درست ہے تو یہی ہمارا قول ہے اور اگر انہوں نے باطل کو قبول کیا ہے تو یہ آپ رضی اللہ عنہ کی خوبی نہیں ہے۔ اگر قرآن کی تحکیم امام کی موجودگی میں جائز نہ ہوتی تو علی رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تردید کرتے ہوئے کہہ دیا ہوتا کہ تم قرآن کریم سے فیصلے کا کیسے مطالبہ کر رہے ہو جب کہ میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے تبلیغ کی مہم جوئی کرنے والا امام موجود ہوں!

اگر شیعہ برادران یہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک ایسے امام کی موجودگی ضروری ہے جو تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے۔

اس کا جواب یہ ہوگا یہ قول باطل ہے اور یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اس کی صحت کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی ہے اور تمام اہل زمین تک

❶ ثم ابصرت الحقيقة، ص: ۲۹۴۔

پہنچایا جا چکا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ غیر مکلّف ہے اور اس کو پیغام رسالت نہیں پہنچ سکا ہے۔

اگر شیعہ حضرات یہ کہیں کہ جب تک یہ دنیا ہے اس وقت تک ہر زمانے میں ایک امام کی موجودگی ضروری ہے۔ تو یہ دعویٰ خود ان کی زبانی باطل ہے کیونکہ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو دور دراز علاقہ میں پائے جاتے ہیں اور زمین کے دوسرے کونے پر رہتے ہیں۔ ان کو امام کی بھنک تک نہیں لگی ہے وہ کیسے امام کی تعلیمات صادرہ سے مستفید ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ اس کرۂ ارض پر باسی مشرق کے ہوں یا مغرب کے، فقیر ہوں یا ضعیف، عورت ہوں یا مرد، مریض ہوں یا تندرست یہ تمام کے تمام لوگوں کے لیے امام کا مشاہدہ کرنا ناممکن ہے! لٰہذا ان تک پیغام رسالت کی تبلیغ کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام کی جانب سے بھی تبلیغ ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تبلیغ کسی اور کی تبلیغ سے کہیں زیادہ موزوں اور افضل ہے یہ وہ جواب ہے جس سے وہ اپنا دامن کبھی بھی چھڑا نہیں سکتے۔ [1]

**سوال ۱۷۶:** ...... خود شیعہ حضرات کے نزدیک بعض ایسی صحیح اور مستند روایات ہیں جو ان راویوں کی مذمت کرتی ہیں جنہوں نے اس قسم کی بے سروپا روایات گھڑی ہیں، جنہیں ان کا نام لے کر انہیں بُرا بھلا کہا گیا ہے مگر شیعوں کے مشائخ نے ان راویوں کے بارے میں مذمت کو قبول نہیں کیا ہے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ انہوں نے ان کے بارے میں وارد مذمت کو اگر قبول کر لیا تو وہ اہل سنت کے زمرے میں شمار ہونے لگیں گے اور اپنے شذوذ سے دست بردار قرار پا جائیں گے لٰہذا شیعوں کے مشائخ نے اس مذمت کا سامنا کرنے کے لیے تقیہ کا سہارا لیا ہے مگر یہ اس اشکال کا کوئی جواب نہیں ہے نہ ہی ان روایات کی توجیہہ ہے بس یہ تو امام کے قول کے رد کرنے کا ایک چور دروازہ ہے مذہب شیعی میں امام کی نص کا منکر کافر ہے۔

مذمت کے بارے میں نقاب کشائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کے بارے میں بہت سی

[1] الفصل فی الملل والنحل: ٤/ ١٥٩۔ ١٦٠.

قابل عیب منقول ہیں، جیسے کہ ان کے علاوہ بہت سے جلیل القدر انصار اہل بیت علیہم السلام اور ان کے ثقہ اصحاب کے بارے میں قابل مذمت بیانات موجود ہیں اور اس مذمت کا عمومی جواب یہ ہے کہ اس کے لئے تقیہ کو بطور علت استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔ [1] مصنف لکھتا ہے کہ ان جیسے باعظمت لوگوں کو کیسے ہدف وتنقید بنایا جاسکتا ہے کیوں کہ دین حق کا قیام اور اہل بیت علیہم السلام کا مشن ان ہی کی دلائل سے غالب ہوا ہے، لہٰذا ان لوگوں کو کس بنیاد پر ہدف جرح وتعدیل بنایا جاسکتا ہے؟ [2]

آپ ذرا اندازہ لگایئے کہ تقلید اہل تعصب کو کیسا اندھا بنادیتا ہے؟ یہ لوگ ایک طرف ان لوگوں کی مدافعت کرتے ہیں جن کی ائمہ اہل بیت کی زبان سے مذمت صادر ہوئی ہے اور دوسری طرف یہ ان نصوص کی تردید بھی کرتے ہیں جو علمائے اہل بیت کی طرف سے ان پر طعن کی غرض سے ان سے ہوشیار رہنے کے بارے میں صادر ہوئی ہیں جن نصوص اور بیانات کو بذات خود کتب شیعہ میں ہی نقل کرتی ہیں گویا وہ اپنے اس انداز سے اہل بیت علیہم السلام کی تکذیب کرتی ہیں بلکہ ان عیاروں، مکاروں اور جھوٹوں نے جو کہا ہے اس کی تصدیق بھی کررہے ہیں، یعنی ائمہ سے واردان کی مذمتوں اور برائیوں کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور وہ اہل بیت کے ان اقول کی اتباع نہیں کرتے ہیں جو اقوال امت کے علماء کے اقوال سے متفق ہوں بلکہ جو امت مسلمہ کے اعداء کے شانہ بشانہ چلنے اور ان کے اقوال وافعال کی پیروی میں ہوں، ان کو قبول کرتے ہیں جبکہ ائمہ کرام کے اقوال رد کرنے کے سلسلہ میں تقیہ کا سہارا لیتے ہیں۔

**سوال ۱۷۵**:...... تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور عوام وخواص میں سے کسی پر مخفی نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عظیم اور خاص تعلق تھا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قرب سے بہرہ ور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سسرالی رشتہ بھی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے

[1] الامام الصادق تالیف: محمد الحسین المظفر، ص: ۱۷۸۔

[2] نفس الموضع من المصدر السابق۔

بے پناہ محبت کرتے اوران کی تعریف بھی کیا کرتے تھے۔ مذکورہ پیرایہ بیان سے دوہی شکلیں اخذ کی جاسکتی ہیں: یاتو یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی زندگی اورآپ ﷺ کی موت کے بعد ظاہری اور باطنی طور پرراہ استقامت پرگامزن تھے یا یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں یا آپ کی موت کے بعد مذکورہ صورتحال کے برعکس راہ پرگامزن تھے۔ اگر یہ نبی کریم ﷺ سے اتنا قریب ہونے کے باوجوداستقامت کے علاوہ کسی اورصورتحال سے دوچار تھے، تب بھی دوصورتیں لازم آتی ہیں یاتو نبی کریم ﷺ کوان کے ذاتی حالات کا علم نہ تھا یا نبی کریم ﷺ نے چشم پوشی اختیارکررکھی تھی۔ ان دونوں صورتوں میں سے جوصورت بھی ہوان میں ہرایک نبی کریم ﷺ کی ذات کے لئے بڑی عظیم طعنہ زنی اورہجوگوئی ہے کسی عربی شاعرنے کیا خوب کہا ہے۔

فَـاِنْ كُـنْـتَ لَا تَـدْرِیْ فَتِلْكَ مُصْيبَةٌ

وَإِنْ كُـنْـتَ تَـدْرِی فَـالْـمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

''اگرتم صورتحال سے ناآشنا ہوتو یہ مصیبت ہے اوراگرآشنا ہوتو یہ مصیبت سے بھی بڑھ کرمصیبت ہے۔''

اگرصحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کی راہ پرگامزن ہونے کے بعدانحراف کا شکار ہوگئے آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ دین کے منتخب اورچنیدہ لوگ مرتد ہوجائیں؟ ان الزامات کے ذریعہ شیعہ حضرات رسول اللہ ﷺ کی ذات کوداغ داراورمجروح کرتے ہیں جیسا کہ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس طریقہ سے ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات پرطعنہ زنی کی کوشش کی ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ آپ ﷺ کی ذات بڑی بری تھی لہٰذا آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین برے تھے اگرآپ ﷺ نیک وصالح ہوتے تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی نیک وصالح ہوتے (نعوذ باللہ من هذاالبهتان العظيم)۔

**سوال ۱۷۶**: ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تکفیروتفسیق بھی لازم آتی ہے، کیونکہ انہوں نے اللہ کے حکم آوری میں کوتاہی سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کی بالادستی میں

حرج پیدا ہوا اور ایک مدت تک شریعت اسلامیہ کا اسقاط لازم آیا بلکہ اس شریعت کو اس وقت تک باطل ٹھہرانا بھی لازم آتا ہے جب تک مرتد لوگ اس کو نقل کرتے رہے ہیں اور شیعوں کے اس الزام سے قرآن کی کے تقدس پر قدغن عائد ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم بھی تو ہم تک حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اور ان جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطہ ہی سے پہنچا ہے یہی وہ خواب ہے جس کو شیعہ حضرات اپنے اس مقولہ سے شرمندۂ تعبیر کرنے کے خواہش مند ہیں۔

**سوال ۱۷۷** : ...... شیعوں کا کہنا ہے کہ امامت واجب اور ضروری امر ہے کیونکہ امام شرع اسلامی کی حفاظت ونگہداشت کرنے، مسلمانوں کو سیدھی راہ پر گامزن رکھنے اور احکامات اسلامیہ کمی وزیادتی سے حفاظت کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوتا ہے [1] شیعوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین امام کی تخت نشینی ضروری ہے کیونکہ اس عالم رنگ وبو کی ضرورت کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ اس میں کسی قسم کا بگاڑ وفساد نہیں ہے لہٰذا امام کی تاج پوشی ضروری امر ہے [2] شیعوں کا یہ بھی کہنا ہے امامت کو اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے کیونکہ لطف وعنایت کا مقام ہے اور واقعی یہ لطف وعنایت ہے کیونکہ اگر لوگوں کا کوئی قابل اطاعت ناصح ومربی قائد ہوگا تو وہ ظالم کو اس کے ظلم وزیادتی کے رویہ سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا اور ان کو خیر کے کاموں کی رہنمائی کرے گا اور برائی ومعصیت سے دور رہنے کی تلقین کرے گا لوگ نیکی اور اچھائی کے گرویدہ ہونے لگیں گے اور فتنہ وفساد سے دور تر ہوتے چلے جائیں گے تو یہی لطف وعنایت ہوگا۔ [3]

شیعہ حضرات سے یہ کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمہارے بارہ کے بارہ اماموں میں سے کسی کی بھی کسی منصب تک رسائی نہ ہوسکی، نہ تو ان کو دنیاوی امور میں کوئی سربراہی نصیب ہوئی اور نہ ہی دینی امور میں کسی کلیدی عہدے کی ذمہ داری ان کے ہاتھ آئی اور نہ ہی وہ ظالم کو اس کے ظلم سے روک سکے نہ ہی لوگوں کو خیر کے کاموں کی طرف موڑ سکے۔ آخر تم لوگ خوامخواہ

---

[1] الشیعة فی التاریخ، ص: ٤٤۔ ٤٥۔ [2] منهاج الكرامة، ص ٧٢۔ ٧٣۔

[3] اعیان الشیعة : ١/٢/ص ٦۔

کیوں خیالی دعوے کرتے ہو جو واقعاتی زندگی میں کبھی درپیش نہیں آئے اگر تم ذرا غور و خوض سے کام لو تو تمھاری سمجھ میں آ جائے کہ اس دعوے سے ائمہ کی امامت کا بطلان لازم آتا ہے اور مذکورہ قول ہی ان کی امامت کی نقیض ہے کیونکہ تمہارے قول کے مطابق انہیں اس مرتبے کا کبھی حصول نہ ہو سکا جس کا تم دعوی کرتے ہو۔

**سوال ۱۷۸:** ...... نہج البلاغۃ میں ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس دعا کے ذریعہ مناجات کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنّيْ فَإِنْ عُدْتُّ فَعُدْ عَلَيَّ الْمَغْفِرَةَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِي مَا اَوِيتُ مِنْ نَّفْسِيْ وَلَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ بِهٖ بِلِسَانِي ثُمَّ اَلَفَهُ فِيْ قَلْبِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرلِي رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ وَسجقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ، وجسَهَوَاتِ الْجِبَانِ وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ.))

”اے میرے اللہ! میری مغفرت فرما جو کچھ تو میرے متعلق جانتا ہے اگر میں وہ گناہ دوبارہ کروں مغفرت کو مجھ پر دوبارہ فرما دے: اے میرے اللہ! میری مغفرت فرما اس چیز سے جس کا میں نے اپنے نفس سے وعدہ کیا تھا مگر میں ایفا نہ کر سکا، اے میرے اللہ! تو میری مغفرت فرما جس کے ذریعہ میں نے اپنی زبانی تیرا تقرب حاصل کیا تھا پھر وہ چیز میرے قلب میں جاگزیں ہوگئی اے میرے اللہ! میری نگاہوں کے اشاروں اور کنکھیوں کے کنایوں اور الفاظ کی لغزشوں اور دل کی غلط خیالیوں اور زبان کی غلطیوں کو معاف فرما۔“ [1]

مذکورہ الفاظ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے حضور دست دعا دراز کر کے درخواست کر رہے ہیں کہ وہ ان سے جانے اور ان جانے میں جو لغزشیں ہوگئی ہیں ان سے

[1] نہج البلاغۃ، شرح ابن ابی الحدید: ۱۷۶/۶۔

درگزر کا معاملہ فرمائے۔ اے شیعہ حضرات! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ دعا تمہارے اس دعوائے عصمت کے منافی ہے جس کا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اثبات کرتے ہو۔

**سوال ۱۷۹:** ...... شیعوں کا اعتقاد ہے کہ نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں گزرا ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کی دعا نہ کی ہو [1] اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا ہے۔ [2] بلکہ شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلو کاری کر گئے ہیں حتیٰ کہ ان کے مذہبی شیخ طہرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا ہے: ''ان کی ولایت کو ہر چیز پر پیش کیا گیا جس نے آپ کی ولایت کو قبول کیا وہ چیز اچھی ہوگئی اور جس چیز نے آپ کی ولایت کو قبول نہ کیا وہ چیز فاسد اور خراب ہوگئی۔ [3]

شیعہ حضرات سے کہا جائے گا ہے کہ انبیائے کرام کی دعوت کا محور توحید خالص تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ کی خالص عبادت کی جائے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا مرکز ولایت علی رضی اللہ عنہ کا اقرار تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء: ۲۵) ترجمہ: ''اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جو رسول بھیجے ان کی طرف بھی یہی وحی نازل کی صرف میری عبادت کی جائے۔'' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت واجب ہوتی تو تمام انبیاء کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہوتی صرف شیعہ حضرات انفرادی طور پر اسے نقل کرتے نظر نہ آتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ولایت علی رضی اللہ عنہ کو شیعوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔ اس ولایت کو کم از کم اہل کتاب کیوں نہیں جانتے ہیں؟ ان میں سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا مگر انہیں اس ولایت کا پتہ تک نہ تھا اور نہ انہوں نے زبان سے اس کا تذکرہ ہی کیا۔ اس سے بھی ایک قدم آگے جائیں اس ولایت کو قرآن کریم نے میں کیوں نہیں لکھا گیا حالانکہ قرآن کریم تو تمام کتابوں کا محافظ اور نگران ہے؟

---

[1] بحار الانوار: ۱۱/ ۶۰ اور المعالم الزلغی، ص: ۳۰۳۔

[2] المعالم الزلفی، ص: ۳۰۳۔ [3] ودائع النبوۃ للطهرانی، ص: ۱۵۵۔

**سوال ۱۸۰:** ...... شیعہ حضرات کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ کیا ائمہ کرام نے متعہ کیا تھا؟ ان کے عقد متعہ کے ذریعہ پیدا شدہ صاحبزدے کون سے ہیں براہ کرم ان کے اسمائے مبارکہ سے ہمیں آگاہ فرمادیں؟

**سوال ۱۸۱:** ...... شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ ائمہ علیہم السلام ماضی، حال اور مستقبل کا علم رکھتے ہیں۔ وہ علوم غیبیہ میں سے ایک ایک چیز کی خبر رکھتے ہیں ان پر کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو باب العلم، یعنی علوم و معارف کا مخزن یا اس کا دروازہ ہیں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مذی کے احکام سے ناآشنا کیوں تھے؟ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شخص کو اس کے متعلقہ احکامات دریافت کرنے کیوں بھیجتے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سے متعلق احکامات معلوم کر کے انہیں اس سے آگاہ کرے؟۔

**سوال ۱۸۲:** ...... شیعوں کے نزدیک صحابہ کرام کا سب سے بڑا جرم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و امامت سے ان کا انحراف اور گریز کرنا ہے اور ان کو خلافت کے منصب پر فائز نہ کرنا ہے شیعہ کے خیال میں اسی اقدام نے صحابہ کی عدالت سے ساقط کر دیا ہے لیکن اے شیعو تم کو کیا ہو گیا ہے تم یہی حکم اور یہی رویہ شیعوں کے ان بعض فرقوں کے ساتھ روا کیوں نہیں رکھتے جو تمہارے بعض ائمہ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں جیسے کہ فرقہ فطحیہ اور واقفہ وغیرہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ! بلکہ تم لوگ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو قابل حجت اور حامل ثقاہت وعدالت گردانتے ہو [1] یہ کیسا تضاد اور تناقض ہے؟

**سوال ۱۸۳:** ...... شیعوں کے مصادر و مراجع ائمہ اور غیر ائمہ کے لئے تقیہ پر عمل کرنے کے بارے میں متفق ہیں۔ تقیہ سے مراد یہ ہے کہ امام دل کی بات چھپائے، یعنی اندر کچھ ہو اور ظاہر کچھ ہو اور کبھی کبھی غیر حق بات کا اظہار کرے کہ سوال یہ ہے جو شخص تقیہ کو استعمال کرے کیا

---

[1] مثال کے طور پر ملاحظہ ہو رجال الکشی، ص: ۲۷، ۲۱۹۔ ۴۴۵۔ ۴۶۵۔ رجال النجاشی، ص: ۲۸، ۵۳، ۷۶، ۸۶، ۹۵، ۱۳۹) اور جامع الرواۃ لاردبیلی : ۴۱۳/۱۔

وہ معصوم ہوسکتا ہے یا اس کو معصوم تصور کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کو لازمی طور پر جھوٹ بولنا پڑے گا اور جھوٹ بولنا معصیت و نافرمانی ہے اور نافرمان شخص کہاں سے معصوم ہوسکتا ہے؟

**سوال ۱۸٤:** ...... شیعوں کے امام کلینی رقم طراز ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض انصار و معاونین نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ سابقہ خلفاء نے جو بگاڑ اور فساد پیدا کر دیا تھا وہ اس کی اصلاح فرمادیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مطالبہ کو یہ کہہ کر رد فرما دیا تھا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو خطرہ ہے کہ ان کی فوج میں بغاوت ہو جائے گی [1] مزید فرماتے ہیں: آپ کو معلوم ہے وہ جو چیزیں ان لوگوں نے اسلاف خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے منسوب کی تھیں ساری کی ساری قرآن وسنت سے مخالف تھیں۔ کیا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلاف کے اختلافات کو من وعن رہنے دیا وہ عصمت سے مناسبت رکھتی ہوں جس کا شیعہ حضرات ائمہ کے لئے دعویٰ کرتے ہیں؟

**سوال ۱۸۵:** ...... حضرت عمر نے چھ اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جسے آپ کی وفات کے بعد باہم مشورے سے خلیفہ کا چناؤ کرنا تھا۔ ان میں سے تین دست بردار ہو گئے، بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دست کش ہو گئے، آخر میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدا ہی میں یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ بلاشبہ میں خلافت کے معاملے میں مصداق وحی ہیں؟! کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کسی سے خوفزدہ تھے؟!

[1] الروضة للكليني: ٢٩۔